Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر ل ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

چندہ شرح سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۰ ‖ ۱۱ ہجرت ۱۳۴۰ھ ش ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ ۱۱ مئی ۱۹۶۱ء ‖ نمبر ۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۹ مئی بوقت ۷ بجے صبح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق اخبار الفضل میں آج کی شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ

"رات حضور کی طبیعت بہت خراب رہی ہے۔ بائیں ٹانگ میں اور کمر میں نقرس کی شدید درد رہی جس کی وجہ رات نیند بہت کم آئی حرارت از جیبی بھی ہے۔"

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور اخلاص کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

قادیان ۔ محترم مولوی عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان مورخہ ۸ مئی کو دہلی اور شاہجہانپور کے سفر سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمدللہ۔

قادیان ۹ مئی ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آپ کے اہل و عیال پاکستان میں کچھ روز کے قیام کے بعد کل ہی دارالامان پہنچے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ سب خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ کا آخری جلسہ میلاپور (مدراس) میں

جلسہ سالانہ مدراس کا تیسرا اجلاس منعقدہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس)

(مرسلہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

امسال حسب معمول سابق جماعت احمدیہ مدراس کا پانچواں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ سالانہ کا پروگرام تین اجلاسوں کے انعقاد پر مشتمل تھا۔ پہلے اور دوسرے اجلاس کی رودادیں قبل ازیں شائع ہو چکی ہے۔ اس جلسہ سالانہ کا تیسرا اجلاس جو جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ کا آخری اجلاس تھا۔ میلاپور میں مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء کو بعد نماز مغرب بمکان جناب علی محی الدین صاحب وحدری منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس جلسہ کا اعلان بذریعہ اشتہارات "ڈان" اور "نوجوان" مدراس کیا گیا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم محترم مولوی عبداللہ صاحب فاضل مالاباری مبلغ انچارج کیرالہ اسٹیٹ نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید سے اس جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا جو خاکسار نے کی۔ بعد ازاں مکرم شیخ محمد رفیق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سنایا۔ اس کے بعد خاکسار نے اردو زبان میں تقریر کی جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد اجرائے نبوت کے دلائل کو پیش کرتے ہوئے جماعت کی تبلیغی اور اشاعت اسلام کی خدمات کو پیش کیا۔ اس تقریر کا ٹامل زبان میں ترجمہ ساتھ ساتھ مکرم مولوی عبداللہ صاحب فرماتے رہے۔ یہ تقریر تقریباً پون گھنٹہ جاری رہی۔ خاکسار کے بعد مکرم مولانا عبداللہ صاحب فاضل نے ٹامل زبان میں ایک مدلل تقریر بر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام قریباً ۵۰ منٹ تک فرمائی۔ چونکہ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت ۹ بجے شب تک تھی۔ اسلئے جلسہ کی کارروائی کو ۹ بجے ختم کر دیا گیا۔ اور جنوبی ہند کے آخری جلسہ کا اختتام دعاؤں پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دورہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس روز قریباً ۴½ بجے شام مکرم عبدالقادر صاحب سابق میئر مدراس مع چند احباب علی محی الدین صاحب کے مکان پر تشریف لے آئے۔ اُن کے اعزاز میں مکرم علی محی الدین صاحب نے ایک مختصر سی ٹی پارٹی دی۔ اور مکرم میئر صاحب ۲ گھنٹہ تک ٹامل زبان میں مکرم مولوی عبداللہ صاحب سے مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اور اس گفتگو سے کافی متاثر ہوئے۔ بعد ازاں مکرم عبدالقادر صاحب نے مجھ سے خواہش کی۔ کہ ہماری جماعت کے اور بھی اجلاس مدراس کے مختلف محلہ جات میں ہونے چاہئیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔ مکرم میئر صاحب نے بارے امسال کے جلسہ سالانہ کے اجلاسوں میں بڑی دلچسپی اور تعاون فرمایا۔ اور لیکن آخری روز تو ۴½ بجے سے۔ انکے ان تک میلاپور تشریف فرما رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

چار ماہ سے آپ انگریزی ترجمۃ القرآن کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ اور اس سے کافی متاثر ہوتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے سنجیدہ اور علم دوست لوگوں کو حق قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

امسال احباب جماعت نے نظارت دعوت و تبلیغ سے درخواست کی تھی۔ کہ ہمارے جلسہ سالانہ میں ٹامل زبان میں تقریر کرنے کے لئے مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل کو بھجوایا جائے۔ چنانچہ نظارت نے ہماری درخواست قبول فرمانے ہوئے مکرم مولوی صاحب کو جلسہ سالانہ مدراس میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مکرم مولوی صاحب نے تینوں روز ٹامل زبان میں تقریر فرمائی۔ اور بفضلہ تعالیٰ آپ کی تقاریر کو بہت پسند کیا گیا۔ اور وہ لوگ جو ٹامل زبان کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں سمجھتے ان تک بھی پیغام اسلام و احمدیت پہنچا۔ پیرو پیٹ محلہ کے ٹاملین مسلمان بھی دوران قیام مدراس مکرم مولوی صاحب موصوف سے گفتگو کے لئے آتے رہے۔ اور اس طرح مولوی صاحب موصوف کی ذات سے کافی تبلیغی فائدہ اُٹھایا گیا۔ محترم مولانا کافی عرصہ سے ذیابیطس کے مریض ہیں۔ اور کافی کمزور بھی ہیں مگر تبلیغی جوش اور تڑپ بیماری پر غالب ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ سے فارغ ہو کر مولانا محترم مورخہ ۲۲ اپریل کو عازم مالابار ہو کر بفضلہ تعالیٰ وہاں ۲۳ اپریل کو بخیریت پہونچ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

"یوم خلافت" کے متعلق ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حسب سابق ۲۷ مئی ۱۹۶۱ء کو "یوم خلافت" کی تقریب منائی جائے گی۔ یہ وہ دن ہے جب جماعت احمدیہ کا قیام خلافت پر اجماع ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتخب ہوئے تھے۔

یوم خلافت پر تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور ان میں خلافت کی اہمیت اور خلافت کی برکات وغیرہ مضامین بیان کئے جاویں۔ اور احباب جماعت کے ذہن نشین کرایا جائے کہ خلافت نبوت کا ایک ضروری تتمہ ہے۔ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ اسے نوٹ فرمائیں اور اس دن کی اہمیت کے پیش نظر انتظام کریں اور رپورٹ بھجوائیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ساقی آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۶۱ء

فرقہ وارانہ اتحاد کے لئے

وزیر اعظم پنڈت نہرو نے لکھنؤ کے ایک پبلک جلسہ میں متنبہ کیا کہ

"دیش کے بٹوارہ کے بعد ہندو فرقہ پرستی ، بنا سر اٹھا رہی ہے اگر ہندو فرقہ پرستی بڑھتی گئی تو دیش سے قوم پرستی کی جڑیں اکھڑ جائیں گی"۔

"ہمارے ملک میں ہندو ازم، اسلام اور دوسرے بڑے بڑے مذاہب ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہندو جو اکثریت میں ہیں، دوسرے گروہوں پر غالب آجائیں۔ بھارت ہمیشہ اپنی قوت برداشت کے لئے مشہور رہا ہے۔ ہمیں اب بھی اس سپرٹ سے کام لینا ہوگا۔ اور مل کر دیش کی ترقی کے لئے کام کرنا ہوگا"۔

(ویر پرتاپ جالندھر ۲ مئی ۱۹۶۱ء)

فرقہ پرستی ہندو کی ہو یا مسلمان کی یا سکھ کی ملک کے اتحاد و یکجہتی اور وسیع تر قومی مفادات کے لحاظ سے بہر حال بری ہے اس سے قوم کی ترقی رکتی ہے اس کی طاقت کم ہوتی ہے۔ اس کی الجھنیں بڑھتی ہیں۔ ہمارے ملک نے نہ صرف ایک دو مرتبہ بلکہ بے شمار بار اس کا تجربہ کر لیا کہ یہ چیز ملک و قوم کے لئے حد درجہ نقصان دہ ہے۔ اس لئے ہر محب وطن کا فرض ہے کہ ملک سے اس لعنت کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کرے۔

مگر جب صورت یہ ہو کہ یہ فرقہ پرست بھی اسی ملک کے بسنے والے ہیں۔ اور ہندوستانی قومیت میں شریک اور ہمدردی ہی قوم کا جزو ہیں کوئی غیر نہیں۔ البتہ بعض قسم کی غلط فہمیوں کی وجہ سے اس ناپسندیدہ دلدل میں پھنس گئے۔ اس لئے یہ کام ہمارا ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کو ان کے اس طریق عمل سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اُن میں نیکی کا جذبہ پیدا ہو جانا ممکن نہیں۔ اُس کے لئے ضرورت ہے بعض مثبت پہلوؤں کے ساتھ اچھی باتوں کو اُن کے سامنے رکھنے کی اور پھر محبت و پریم کے ساتھ اُن کے ذہن میں ایک صالح انقلاب لانے کی تا وہ اپنی غلطی کو محسوس کرتے ہوئے اصلاح کی طرف قدم اٹھائیں۔!! جبکہ اس کیلئے لمبے مجاہدہ بڑے صبر اور مسلسل کوشش، اور دن رات کی دعاؤں و تلقین ، بلکہ بہت کچھ ایثار و قربانی کی بھی ضرورت ہوگی۔ لیکن اس پیہم جدوجہد کے نتائج ملک کے لئے پائیدار امن و چین کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور یہی چیز ہے۔ جس کے لئے ہر ملک واسی ہمیشہ سے چشم براہ ہے۔!!

ضرورت ہے اس بات کی کہ فرقہ داریت کے خلاف مہم کو بعض تعمیری لائنوں پر چلایا جائے اسے محض انتخابی موضوع نہ بنایا جائے جیسا کہ بعض حالات میں اس کا خدشہ بھی ظاہر کیا گیا ہے، بلکہ ملک کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کی غرض سے اس گھن کے کیڑے کو فنا کرنے کے لئے کوئی نتیجہ خیز عملی قدم اُٹھایا جائے!!

ملک سے فرقہ داریت کے مضر اثرات کو زائل کرنے اور ملکی اتحاد و یکجہتی کو قائم رکھنے کے لئے ہمارے نزدیک سب سے پہلے تو اس بات کا پرچار سرکاری طور پر ممنوع قرار دیا جانا چاہیئے کہ کسی فرقہ کا آدمی دوسرے فرقہ کے افراد کی ملکی وفاداری کو خواہ مخواہ مشکوک و مشتبہ قرار دے۔ بلکہ غیر مبہم الفاظ میں اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ ہندوستانی شہریت کے حامل سبھی بھارت واسی کہلاتے ہیں قطع نظر اس کے کہ مذہبی اعتبار سے کوئی ہندو ہے یا مسلمان یا سکھ یا عیسائی وغیرہ وغیرہ اس لئے بغیر کسی واضح ثبوت کے محض اس لئے کہ مخالف مسلمان ہے یا سکھ یا عیسائی ملک کے ساتھ اس کی وفاداری پر طعن کر کے اشتعال و دلآزاری کی صورت نہ نکالی جائے!!

پھر اس بات کی سختی سے دیکھ بھال کی جائے کہ تقریر و تحریر کے ذریعہ کوئی شخص خواہ وہ اکثریتی گروہ سے تعلق رکھتا ہو یا اقلیتی فرقہ سے دوسرے فرقہ کی مذہبی دلآزاری اور کسی طور کی اشتعال انگیزی کا مرتکب نہ ہو۔!! اس ضمن میں دوسرے فرقہ کے پیشواؤں کا بُرے رنگ میں ذکر یا اُس کے مذہب پر ناروا حملہ یا دلآزاری اور اشتعال انگیزی کا طریق کسی صورت میں بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس کی ایک تازہ مثال اخبار پرتاپ جالندھر کی ایک قریبی اشاعت میں "اسلام میں ہندوتو" کے عنوان سے شائع ہونے والے مضمون سے دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ یہ مضمون کسی پہلو سے رائج الوقت قانون کی زد میں نہ آسکتا ہو مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ مضمون مسلمانوں کے لئے حد درجہ دلآزار اور سراسر اشتعال انگیز تھا مضمون نگار نے اس میں نہ تو کوئی علمی نقطہ بیان کیا اور نہ ہی معقول دلائل میں کوئی وزن دار تاریخی بات بیان کی بلکہ اگر کچھ تھا تو یہی دلآزاری اور اشتعال انگیزی کا مجموعہ تھا!! یہ خیر گذری کہ اس موقع پر مسلمانوں نے پورے صبر و تحمل سے کام لیا ورنہ دہلی اور پنجاب جہاں پرتاپ کی اشاعت ہوتی ہے اس مضمون نے دوسرا جبلپور بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی!!

اسی طرح یہ جو حال ہی میں کلکتہ کے اخبار امرت پتریکا نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی فرضی تصویر شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا اور پھر جلدی سے معافی بھی مانگ لی۔ تا قانونی گرفت سے بھی بچ جائے اور عامۃ المسلمین کی طعن و تشنیع کا نشانہ بھی نہ بنے!!

غور کیجئے کیا یہ باتیں سیاسی لحاظ سے بیمار ذہنیت بلکہ ملک دشمنی کے خیالات کی پیداوار نہیں؟ ان کو کسی پہلو سے بھی ملکی اتحاد اور اس کی یکجہتی قائم رکھنے کے لئے مفید قرار دیا جا سکتا ہے؟

فرقہ دارانہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے دوسرے نمبر پر ہمارے نزدیک اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ ہر فرقہ کے افراد اپنے اپنے دائرہ میں اپنے فرقہ کے افراد کو درگذر اور تحمل کی تلقین کریں جیسا کہ ہم مضمون کی ابتداء میں جناب وزیر اعظم پنڈت نہرو کی تقریر کا اقتباس نقل کر آئے ہیں۔ اس اقتباس کا آخری حصہ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ اس سلسلہ میں ہر جگہ کی اکثریت کو اپنی ذمہ داری کا احساس نسبتاً زیادہ چاہیئے۔ تاہم اقلیتی فرقہ کے افراد پر بھی اس کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر ایسے موقع پر اپنے جذبات کی قربانی کرتے ہوئے بھی اور اپنا کچھ نقصان برداشت کرتے ہوئے بھی صبر و تحمل کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اس سلسلہ میں قادیان کے احمدی مسلمانوں کی مثال پیش کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ تقسیم ملک کے بعد اس جگہ کے مسلمانوں نے باوجود اقلیت میں ہونے کے ہر ایسے موقع پر صبر و تحمل کے دامن کو کبھی بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس جگہ بسنے والے تمام غیر مسلم شرفاء احمدی مسلمانوں کی دل سے قدر کرتے ہیں۔

فرقہ دارانہ انقلاب کے ناپسندیدہ جذبہ کو ملکی اتحاد کی طرف موڑنے کے لئے ہمارے نزدیک تیسرے نمبر پر ایڈمنسٹریشن پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آزادی کے بعد جس قسم کے نظام حکومت کو ہمارے ملک میں اپنایا گیا وہ اس کی سیکولر حیثیت ہے۔ اس سے تمام چھوٹے بڑے سرکاری حکام کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر اس کی اس نمایاں حیثیت کا لحاظ رکھیں اور اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں ہمیشہ مذہبی نقطہ نگاہ سے پورے طور پر غیر جانبداری کا نمونہ دکھائیں بلکہ بلا لحاظ مذہب و ملت تمام سرکاری ملازم مظلوم کی مدد کرنا اپنا شعار بنائیں۔ پھر اوپر کی سطح کے افسران اس بات کی شدت سے نگرانی کریں کہ اس پہلو سے نافرض شناس کرمچاریوں سے سختی سے باز پرس کی جائے اور انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ تا ہمارے ملک کے سیکولر نظام حکومت پر کسی طرح کا بدنما داغ نہ لگنے پائے۔ اور یہ بات چنداں مشکل بھی نہیں صرف عزم بالجزم کی ضرورت ہے۔ اور پھر جو نیک نامی اُن کی ذات کے علاوہ سارے ملک کی ہوگی وہ کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ ایڈیٹر (ر۔ق۔ش۔پ)

عید الاضحیہ کی قربانی

از جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

احباب کو علم ہے کہ عید الاضحیہ کی مبارک تقریب اسی مہینے کے آخری ہفتہ میں آرہی ہے بعض احباب اس امر کا اشتیاق رکھتے ہیں کہ وہ اپنی قربانیاں قادیان دارالامان میں کرائیں ان کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ امسال فی قربانی کم از کم تیس روپے اخراجات ہونگے۔ جو دوست قادیان میں قربانیاں کروانا چاہتے ہوں وہ قربانیوں کی رقوم اور اطلاع جلد از جلد قادیان بھجوا دیں تاکہ عید الاضحیہ کی مقررہ تاریخوں میں انکی طرف سے قربانیاں کی جا سکیں۔

یہ امر بھی یاد رہے کہ قادیان میں قربانیاں کرنے سے درویشوں کے لئے گوشت کا انتظام ہو جاتا ہے۔ جو قربانیاں کرنے والے احباب کے لئے دوہرے ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

امیر مقامی جماعت احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا

ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس دعا میں ہم کیا مانگتے ہیں اور مانگنے کی شرائط کو پورا کرتے ہیں یا نہیں

ان انعامات کو حاصل کرنے کی کوشش کرو جن کا اس دعا میں ذکر کیا گیا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸ جولائی ۱۹۵۵ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہر وہ مسلمان جو نماز پڑھتا ہے وہ نماز میں متعدد دفعہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت

بھی کرتا ہے جس کی اہمیت نماز کے لئے اتنی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِالْفَاتِحَۃِ سورہ فاتحہ کے پڑھے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں در حقیقت اکثریت مراد ہے۔ ورنہ بعض حالتوں میں بغیر سورہ فاتحہ کے بھی رکعت ہو جاتی ہے جیسے نماز ہو رہی ہو اور کوئی شخص رکوع میں مل جائے تو اس کی رکعت ہو جائے گی حالانکہ اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی ہوگی لیکن

عام قاعدہ یہی ہے

کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی علاوہ ازیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِالْفَاتِحَۃِ فِی کُلِّ رَکْعَۃٍ۔ جب تک ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے نماز نہیں ہوتی۔ پس اگر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ فوت ہو جاتی ہے تو ہم کہیں گے کہ ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ فوت ہو گئی۔ گویا قلت کثرت کے تابع ہو گئی۔ ورنہ نماز سورہ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ فرض کرو ایک شخص آخر رکعت میں شامل ہوتا ہے تو کیا وہ دوسری رکعات میں بھی سورہ فاتحہ پڑھے گا۔ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خواہ اس نے ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو بھی نماز ہو گئی۔ پھر بھی کوئی نماز بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے نہیں ہوتی۔ غرض ہر مسلمان جو نماز پڑھتا ہے وہ ہر نماز میں متعدد دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔ جو مسلمان نماز ہی نہیں پڑھتا اس کا یہاں ذکر نہیں۔ لیکن جو مسلمان نماز پڑھے گا وہ خواہ کسی فرقہ کا ہو شیعہ ہو سنی ہو وہابی ہو حنفی ہو۔ حنبلی ہو شافعی ہو۔ مالکی ہو پھر آگے وہ فرقے آجاتے ہیں جو روحانی کہلاتے ہیں ان سے تعلق رکھنے والا خواہ قادری ہو۔ چشتی ہو۔ نقشبندی ہو۔ سہروردی ہو یا ان کے علاوہ جو دوسرے فرقے ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ وہ تعلق رکھتا ہو یا اس زمانہ میں خواہ وہ احمدی ہو۔ بہرحال جو بھی نماز پڑھے گا۔ وہ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ضرور کہے گا اور جب وہ ہر نماز میں متعدد دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتا ہے تو کوئی نہ کوئی مضمون اس کے ذہن میں ہونا ضروری ہے کیا تم نے کوئی ایسا فقیر دیکھا ہے جو کسی گھر کے دروازے پر جا کر دستک دے اور جب گھر کا مالک پوچھے کہ تم کیا مانگتے ہو تو وہ کہے مجھے معلوم نہیں۔ میں کیا مانگ رہا ہوں تم نے ہزاروں فقیر دیکھے ہوں گے مگر ایسا کوئی فقیر نہ دیکھا ہوگا جو مانگ رہا ہو لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا مانگ رہا ہے اسی طرح جب تم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پڑھتے ہو تو کوئی نہ کوئی چیز تمہارے ذہن میں ہونی ضروری ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم کیا مانگ رہے ہو یا کن چیزوں میں سے کوئی چیز مانگ رہے ہو۔ ایک فقیر کئی چیزیں بیک وقت بھی مانگ لیتا ہے۔ مثلاً وہ کہہ دیتا ہے پیسے دیدیں یا روٹی دیدیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کھانا تیار نہ ہو اور اُسے پیسے مل جائیں تو وہ بازار سے کھانا خرید لے۔ بہرحال جب کوئی فقیر مانگتا ہے تو اُس کے ذہن میں

کوئی معین چیز ہوتی ہے

یا تو وہ ایک چیز بیان کر دیتا ہے اور یا وہ چند چیزیں اکٹھی بیان کر دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ان میں سے ایک اسے مل جائے بہرحال اس کے ذہن میں یہ ضرور ہوگا کہ وہ کیا چیز مانگ رہا ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ پڑھنے والوں میں سے اکثر سے پوچھو تو انہیں یہ علم ہی نہیں ہوگا کہ وہ کیا مانگ رہے ہیں۔ اور اس معاملہ میں میں احمدیوں کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز نہیں پاتا حالانکہ جب کوئی شخص مانگتا ہے تو وہ کوئی چیز وصول کرنے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی دوسرے گھر سے سالن مانگنے جاتے تو وہ اپنے ساتھ پلیٹ بھی لے جاتا ہے یا آٹا مانگنے جائے تو وہ اپنے ساتھ کوئی رومال بھی لے جاتا ہے۔ لسی یا دودھ مانگنے جائے تو اپنے ساتھ کٹورا بھی لے جاتا ہے۔ بہرحال جب کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو اسکے مناسب حال تیاری بھی ہوتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ کوئی شخص لسی یا دودھ مانگنے جائے اور دوسرا شخص اسے کہے۔ اچھا لسی یا دودھ لے لو۔ تو وہ کہہ دے میری جھولی میں ڈال دو۔ یا شوربا پکا ہوا ہو اور وہ کہہ دے میرے ہاتھ پر ڈال دو۔ یا آٹا مانگنے جائے تو جھولی پیش کر دے اس طرح تو وہ چیزیں ضائع ہو جائیں گی اور اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا غرض جب کوئی شخص کوئی چیز مانگتا ہے تو اسکے مناسب حال وہ تیاری بھی کرتا ہے اور وہ چیز اسکے ذہن میں موجود ہوتی ہے۔ لیکن جسے یہ معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کیا چیز مانگ رہا ہے تو وہ اس کے لئے تیاری کیا کرے گا۔ دنیا میں

دو ہی چیزیں ہوتی ہیں

اوّل عقیدہ۔ دوم عمل۔ جب تک کسی چیز کے متعلق انسان کا پختہ عقیدہ نہ ہو اس کے حصول کی وہ کوشش نہیں کرتا۔ پس جب ہم ہر نماز میں کئی دفعہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ والی دعا مانگتے ہیں تو ہمیں سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا چیز ہے جو ہم مانگتے ہیں اور اگر ہمیں اس کا علم ہے تو ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ آیا قرآن کریم نے اس کے لئے کوئی شرطیں بھی بیان فرمائی ہیں یا نہیں اور اگر قرآن کریم نے اس کے لئے کچھ شرطیں بیان فرمائی ہیں تو ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ کیا ہم نے وہ شرائط پوری کر لی ہیں مثلاً گورنمنٹ نے نوجیوں کے لئے چند قواعد مقرر کئے ہوئے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ یہ کام کرے تو اس کو ملٹری کراس دیا جائے گا اگر کوئی شخص یہ یہ کام کرے تو اسے وکٹوریہ کراس دیا جائے گا۔ اب اگر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے مقابلہ میں خدا تعالے نے کوئی شرط بیان کی ہے تو ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ آیا ہم نے وہ شرط پوری کر لی ہے؟ اور کیا واقعی ہم انعام کے مستحق ہو گئے ہیں اگر ایک شخص فوج میں داخل ہو اور دو دن کے بعد وہ درخواست کرے کہ گورنمنٹ بڑی مہربان ہے مجھے ملٹری کراس دیا جائے یا گورنمنٹ بڑی مہربان ہے مجھے وکٹوریہ کراس عطا کیا جائے تو اسے ملٹری کراس یا وکٹوریہ کراس دینا تو الگ رہا۔ گورنمنٹ اسے فوج سے بھی نکال دے گی۔ اور پاگل خانہ بھیج دے گی۔ یا مثلاً گورنمنٹ نے ایک قاعدہ مقرر کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ایم۔ اے پاس ہو۔ اور پھر کم از کم سیکنڈ ڈویژن میں اس نے امتحان پاس کیا ہو تو اسے کسی کالج کی پروفیسری دی جا سکتی ہے۔ اب اگر کوئی پرائمری پاس کرے۔ اور گورنمنٹ سے درخواست دے کہ

گورنمنٹ بڑی مہربان ہے

مجھے فلاں کالج میں پروفیسر لگا دیا جائے تو کیا گورنمنٹ اسے پروفیسر مقرر کر دے گی یا پاگل قرار دے کر پاگل خانہ بھیجے گی۔ اسی طرح اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے لئے اگر کوئی شرطیں مقرر ہیں تو ہمیں پہلے ان شرطوں کو پورا کرنا ہوگا۔ تب ہم انعام کے مستحق ہوں گے ورنہ نہیں مثلاً ایم۔ اے فرسٹ ڈویژن یا سیکنڈ ڈویژن کے ساتھ اگر پروفیسری ملتی ہے تو اسے حاصل کرنے کے لئے پہلے ایم۔ اے۔ فرسٹ ڈویژن یا سیکنڈ ڈویژن پاس کرنا ضروری ہوگا۔ یا اگر کسی خاص سروس کے بعد بالا افسر کا سلیکشن ہوتا ہے۔ تو اسے بالا افسر کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے اس خاص سروس سے گزرنا ہوگا۔ اور اگر وہ بالا پوسٹ کے لئے درخواست دے گا تو فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ لاؤ سرٹیفکیٹ۔ لیکن

مسلمانوں کی یہ حالت ہے

کہ وہ اعلیٰ درجات حاصل کرنے کی بجائے ایک ادنیٰ ترین چیز پر ہی خوش ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر نماز میں یہ دعا تو مانگتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لیکن اگر ان کے سامنے منعم علیہ گروہ کا ذکر کیا جائے۔ تو وہ اس گروہ کے انعامات کا اپنے آپ کو مستحق نہیں سمجھتے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ہر درجہ تعلیم کے لوگ کسی سکول میں جائیں۔ اور ہیڈ ماسٹر سے کہیں کہ ہمیں پہلی جماعت میں داخل کر لیا جائے۔ اگر کسی جگہ بڑے بڑے شاعر۔ ادیب اور پڑھے لکھے لوگ سکول میں جائیں اور ہیڈ ماسٹر سے کہیں کہ ہمیں بھی جماعت میں داخل کر لیا جائے تو یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہوگی۔ اسی طرح مسلمان دعا تو وہ مانگتے ہیں جس کے نتیجہ میں صدیقیت اور

ماموریت کا مقام بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر وہ چاہتے یہ ہیں کہ انہیں صرف صالحیت کا مقام دیا جاتے۔ اگلے درجات نہ دیئے جائیں گویا ساری عمر وہ پہلی جماعت ہی میں بیٹھے رہیں۔ اگلی جماعت میں انہیں ترقی نہ دی جائے اس کے مقابلہ میں

ہماری جماعت کی کیفیت ہے

کہ وہ صرف انتہائی مقام کو دیکھتی ہے۔ نچلے درجوں کی طرف اس کی توجہ ہی نہیں ہوتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب میں لکھنؤ گیا۔ تو وہاں ایک بڑے عمدہ طبیب تھے۔ ان کے میرے بڑے بھائی کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ اس لئے میں ان کے پاس گیا۔ اور کہا آپ مجھے طب پڑھا دیں۔ انہوں نے کہا میں نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ میں کسی کو طب نہیں پڑھاؤں گا میرا فلاں شاگرد اچھا ماہر طبیب ہے۔ تم اس سے پڑھ لو میں نے کہا میں تو صرف آپ سے ہی طب پڑھوں گا۔ وہ طبیب آپ کی جرأت سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا۔ آپ کہاں تک پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے میں ان دنوں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ طبیب کیا ہوتا ہے۔ جس طرح آجکل بعض طب کی ڈگریاں ہوتی ہیں اور بعض سائنس کی ڈگریاں ہوتی ہیں اسی طرح پہلے زمانہ میں بعض سندیں ہوتے تھے۔ بعض طبیب ہوتے تھے اور بعض تلمیذ ہوتے تھے۔ میں نے افلاطون جالینوس اور بقراط وغیرہ کے نام کتابوں پر پڑھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا میں افلاطون کے برابر علم حاصل کرنا چاہتا ہوں حالانکہ وہ ایک فلسفی تھا۔ وہ طبیب اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ اب ضرور تم کچھ نہ کچھ علم حاصل کر لو گے۔ لیکن وہ تو ایک بچہ کی بات تھی جو سج گئی۔ اب اگر کوئی اچھا بھلا آدمی ایسا کام کرے تو کیا یہ بات سج جائے گی۔ ہماری جماعت یہ نہیں سمجھتی کہ بعض

درمیانہ اور نچلے درجات

بھی ہوتے ہیں۔ وہ صرف یہی استدلال کرتے رہیں گے کہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ اُمت محمدیہ میں اُمتی نبی ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے۔ لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے بعض نچلے درجات بھی ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے ہیں۔ وہ صرف اتنا ہی فائدہ اُٹھا کر چھوڑ دیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت ہو گئی ہے۔ اور یہ نہیں سوچیں گے کہ اس کے نیچے صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے مقام بھی ہیں۔ جو ہم میں سے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان مقامات میں سے کوئی نہ کوئی مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

غرض ایک عام مسلمان تو پہلی جماعت سے آگے نہیں بڑھتا۔ اور احمدی صرف ایم۔اے پر ہی نظر ڈالتا ہے۔ اور پھر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ فلاں ایم۔اے ہو گیا ہے۔ حالانکہ جب تک وہ خود فائدہ نہیں اُٹھاتا محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مامور ہونے سے اسے ذاتی طور پر کیا فائدہ ہو سکتا ہے دوسرے کے درجہ پر خوش ہو جانا تو ایسی ہی بات ہے جیسے کہتے ہیں کہ دو شخص کہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آج میں نے

یہ عجیب ماجرا دیکھا

کہ لوگ حلوے اور مٹھائیوں کے بڑے بڑے طبق اُٹھائے لا رہے تھے۔ وہ کہنے لگا پھر مجھے کیا۔ اس پر اس نے کہا وہ لوگ تمہارے گھر کی طرف ہی آ رہے تھے۔ اس نے کہا پھر تجھے کیا۔ احمدیوں کی بھی یہی حالت ہے۔ اگر کچھ مل گیا ہے تو وہ حضرت مرزا صاحب کو ملا ہے تمہارے لئے اس میں خوش ہونے کی کونسی بات ہے، سوائے اس کے کہ تم کہو کہ اگر اوپر کا رستہ کھل گیا ہے تو نیچے کا رستہ بھی کھلا ہو گا ہم اس کے لئے کوشش کریں۔ پھر تو خوش ہونے کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور مامور بنا دیا ہے تو صدیقیت کا بھی کوئی انکار نہ رہا۔ ہم صدیق بنتے ہیں۔ لیکن اگر تم صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر خوش ہو جاتے ہو۔ اور خود چپ کر کے بیٹھ جاتے ہو تو اس سے تمہیں کیا فائدہ۔ غرض اگر تم یہ سوچو کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبوت کا درجہ مل گیا ہے۔ تو آؤ ہم بھی منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ تو یہ بڑی عمدہ بات ہے۔ لیکن اگر تم اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ نہ صدیق بننے کی کوشش کرتے ہو نہ شہید بننے کی کوشش کرتے ہو نہ صالح بننے کی کوشش کرتے ہو تو محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی بن جانے سے تمہیں کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ تمہارا فائدہ تو اسی میں ہے کہ تم خود بھی کوئی مقام حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

ایک نابینا حافظ تھے

جن کا نام میاں محمد تھا۔ وہ پشاور کے رہنے والے تھے۔ ان میں دین کا بڑا جوش تھا اور اتنے نڈر تھے۔ کہ اس قسم کا نڈر شخص دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔ اگر انہیں رات کے بارہ بجے بھی خیال آ جاتا کہ لوگوں کو نماز کی تلقین کرنی چاہیئے۔ تو وہ دروازے کھٹکھٹا دیتے۔ اور اگر گھر والا باہر آتا تو کہتے۔ میاں کیا تم نماز پڑھا کرتے ہو یا نہیں ان کی دلیری اور جرأت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ بھی ان سے ڈرتے تھے۔ چنانچہ ایک افسر جو پشاور کے پولیٹیکل ایجنٹ ہونے والے تھے۔ ایک دن انہوں نے اُن کا دروازہ بھی کھٹکھٹا دیا۔ ملازم آیا اور پوچھا کون ہو۔ اُنہوں نے کہا حافظ محمد ہوں۔ اور کلمۂ حق پہنچانے آیا ہوں۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب نے کہا۔ میں آج بہت تھکا ہوا ہوں۔ اُنہوں نے کہا اگر تھکے ہوئے تو پھر کیا ہوگا۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے بہانہ بنا کر کہ وہ کل سارا دن انہیں دیں گے اپنا چھٹکارا کرایا۔ اور نوکروں کو تلقین کر دی کہ دوسرے دن انہیں کوٹھی کے قریب نہ آنے دیں۔ حافظ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے تو اُن کے اندر وہی جوش موجود رہا۔ ایک دفعہ وہ جلسہ سالانہ سے واپس گھر جا رہے تھے۔ اور ابھی کئی دوست ساتھ تھے۔ کہ رستہ میں بحث شروع ہو گئی۔ کہ ہم مومن ہیں یا نہیں۔ پرانے طریق کے مطابق ایک شخص نے کہا۔ کیا ہم

اتنا بڑا دعوےٰ

کر سکتے ہیں۔ ہم تو گنہگار آدمی ہیں۔ خدا تعالےٰ بخش دے تو بخش دے۔ اسی طرح دوسرے اور پھر تیسرے نے کہا۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے بھی پرانے خیالات کی رو میں بہہ کر کہہ دیا کہ ہم کمزور اور گنہگار ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ بخش دے تو اس کی ذرہ نوازی ہے۔ حافظ صاحب کہا۔ اچھا آج سے میں آپ میں سے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔ کیونکہ قرآن کریم نے کہا ہے کہ نماز صرف مومن کے پیچھے پڑھنی چاہیئے مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ کر شکایت کی آپ نے فرمایا۔ حافظ صاحب کو مومنوں کے پیچھے نماز تو نہیں چھوڑنی چاہیئے تھی لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی بات درست ہے۔ یہ انکسار کا موقعہ نہیں تھا۔ بلکہ حقیقت کے اظہار کا موقعہ تھا۔ اگر کوئی شخص آپ لوگوں سے دریافت کرے کہ کیا آپ انسان ہیں۔ تو کیا آپ یہ کہہ دیں گے کہ تو بہ توبہ میں کہاں انسان ہوں۔ اسی طرح جو امور

ایک مومن کی شان

کے شایاں ہیں۔ اُن کا واضح طور پر اقرار کرنا چاہیئے۔ اگر یہ بات صرف عام مسلمانوں میں ہوتی تو اور بات تھی۔ لیکن احمدیوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس آیت کا صرف یہ مفہوم ہے کہ اس سے اُمتی نبوت کا اجراء ثابت ہوتا ہے لیکن وہ اس بات کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ اس سے نیچے بھی بعض درجات ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں چنانچہ خدا تعالےٰ نے جہاں ان درجات کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں صفائی کے ساتھ ان کے حصول کا طریق بھی بتایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سورۃ نساء میں فرماتا ہے ولو انا کتبنا علیہم أن اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیل منہم ولو انہم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیراً لہم واشد تثبیتا و اذاً لآتیناہم من لدنا اجراً عظیماً۔ ولھدینٰھم صراطاً مستقیماً۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً۔

(سورۃ نساء آیت ۶۷ تا ۷۰)

فرماتا ہے اگر ہم مسلمانوں پر یہ فرض کر دیتے کہ اقتلوا انفسکم تم اپنے آپ کو قتل کر دو او اخرجوا من دیارکم یا تم اپنے وطن چھوڑ کر باہر نکل جاؤ ما فعلوہ تو کبھی ایسا نہ کرتے الا قلیل منہم مگر تھوڑے جن کو اللہ تعالےٰ کا خوف ہوتا ہے ولو انہم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیراً لہم واشد تثبیتا اور اگر وہ ایسا ہی کرتے جیسا کہ انہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنے نفسوں کو قتل کر دو یا اپنے آپ کو بے وطن کر دو تو یہ بات ان کے لئے حیات کا موجب ہوتی اور یہ ایسا ہوتا ان کے لئے قائم ہونا ہوتا۔ ہمارے

اجڑ جانے کے معنے

یہ ہیں کہ ان کا کوئی سہارا نہ رہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو بے وطن کر دیتے تو یہ بات ان کے قدموں کو گاڑنے والی ہو جاتی۔ و اذاً لآتیناہم من لدنا اجراً عظیماً ولھدینٰھم صراطاً مستقیماً اور اس صورت میں علاوہ اس کے کہ ہم انہیں اجر عظیم عطا کرتے اور ان کے قدموں کو گاڑ دیتے ہم انہیں زائد انعام بھی دیتے اور اس کے نتیجہ میں انہیں صراط مستقیم ملتی ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ وہ

صراط مستقیم یہ ہے

کہ جو شخص اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتا ہے وہ اس گروہ میں شامل ہو جاتا ہے جس پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا یعنی ایسے لوگ نبی صدیق۔ شہید اور صالح بن جاتے ہیں وحسن اولٰئک رفیقاً اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے وضاحت سے بتایا ہے کہ وہ صراط مستقیم کیسے ملتا ہے جس پر چلنے کے نتیجہ میں انسان نبی، صدیق، شہید اور صالح بن سکتا ہے۔ فرماتا ہے۔ لو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم جب انسان اتنا پختہ ایمان والا ہو جاتا ہے۔ کہ اگر اسے یہ احکام ملیں کہ اپنی جان دے دو تو وہ بڑی خوشی سے اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور اگر اسے یہ احکام ملیں کہ تم بے وطن ہو جاؤ تو وہ بڑی خوشی سے اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں اسے صراط مستقیم میسر آ جاتا ہے۔ مگر ایک احمدی اول تو یہ نہیں سوچتا کہ صراط مستقیم ہے کیا۔ اور اگر اسے پتہ لگ جاتا ہے تو یہ نہیں سوچتا کہ یہاں صرف حضرت مسیح موعود کا ہی ذکر نہیں بلکہ میرا بھی ذکر ہے۔ اور اس سے پچھلی آیتوں میں صراط مستقیم کو حاصل کرنے کا طریق بھی بیان کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے

کہ جب کوئی شخص ان دو باتوں پر قائم ہو جاتا ہے تو قرآن کریم میں بیان کردہ چار درجات میں سے ایک درجہ اسے ضرور مل جاتا ہے۔ اگر وہ جان دینے کے لئے اور بے وطن ہونے کے لئے پوری طرح تیار ہو جاتا ہے۔ اور وقت آنے پر وہ ایسا کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے تو اسے شہید کا درجہ مل جاتا ہے۔ اور اگر وہ صرف تیار ہی نہیں بلکہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی اس کی تلقین کرنے لگ جاتا ہے اور انھیں ابھارتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے لئے جان دینے اور بے وطن ہونے سے بہتر اور کونسی بات ہے تو اُسے صدیق کا درجہ مل جاتا ہے۔ اور اگر اسے جان دینی پڑتی ہے یا دین کے لئے بے وطن ہونا پڑتا ہے تو اس کے لئے تیار ہونا تو الگ رہا وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے کہ لوگ اس کی جان لیں۔ یا لوگ اسے بے وطن کر دیں تو یہ

نبوت کا مقام

ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی اکیلا ہی دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ اس طرح وہ اپنے عمل سے دشمن کو یہ دعوت دیتا ہے کہ آ اور مجھے مار یا مجھے میرے وطن سے نکال دے اور یہی نبوت کا مقام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے کفر کے مقابلہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آواز اٹھائی تھی ورنہ سب سے پہلے جس نے تمام لوگوں کو چیلنج دیا تھا اور ان کی مرضی کے خلاف چلا وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ حضرت ابوبکر رضہ دیکھتے تھے کہ آپ کیا کرتے ہیں تا وہ اُسے دُہرائیں گویا ابتداء رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اور حضرت ابوبکر رضہ اسے دہرا دیتے تھے۔ گویا جو ابتداء کرتا ہے اور جو دہراتا ہے وہ صدیق ہے۔ بچپن میں ہم پڑھا کرتے تھے کہ جب بادل آتے ہیں اور گرجنے لگتے ہیں تو پانی کے قطرات نیچے گرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ آخر ایک قطرہ جرأت کرتا ہے اور نیچے کود کر فنا ہو جاتا ہے تب اسے دیکھ کر باقی قطرات بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ اور یکے بعد دیگرے نیچے کود پڑتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی ہر اچھے کام کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض کام اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ اُن کے لئے کسی نہ کسی کو نمونہ پیش کرنا پڑتا ہے۔ اور جو نمونہ پیش کرتا ہے وہی مستحق ہوتا ہے کہ اسے اسیدوار بنایا جائے۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو نہ صرف قربانی کرنے کے لئے تیار رکھا بلکہ اس نے

قربانی کا نمونہ پیش کیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ صدیقیت درحقیقت نبوت کے ہی ایک ٹکڑے کا نام ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نبی پہلے کود پڑتا ہے اور صدیق پیچھے کودتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک دفعہ وہابیوں اور حنفیوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ حضرت خلیفہ اول رضہ ان دنوں اپنے آپ کو وہابی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ ابھی احمدی کے لفظ کا استعمال نہیں ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ اس جھگڑے سے حضرت خلیفہ اول رضہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ ایک اشتہار لکھیں کہ اس جھگڑے سے کیا فائدہ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کا یہ اعتقاد تھا کہ سب سے مقدم قرآن کریم ہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں۔ اگر ان دونوں سے کوئی بات حل نہ ہو تو پھر عقل اور اجتہاد سے کام لیا جائے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اس لحاظ سے تو وہ بھی حنفی ہی ہیں۔ پھر جھگڑا کیسا۔ حضرت خلیفہ اول رضہ نے اشتہار کا مضمون لکھا اور اس کے نیچے لکھ دیا۔

بڑے سجادہ رنگین کن
گرت پیر مغاں گوید!

یعنی چونکہ یہ حکم تھا اس لئے میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے۔ اور پھر وہ اشتہار چھپوا کر اس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں بھجوا دی۔

حضرت خلیفہ اوّل رضہ

فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں قادیان آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر کسی تمہید کے مجھے فرمانے لگے مولوی صاحب ایمان کے لحاظ سے کس چیز کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ آپ نے کہا قرآن کریم کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس کے بعد دوسری چیز کونسی ہے جس کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ آپ نے کہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر ان دونوں سے بھی کوئی بات نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضہ نے فرمایا۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی بات نہ ملے تو خدا تعالےٰ نے جو عقل بخشی ہے وہ اس سے کام لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ نے فرمایا یہی حقیقت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ فرماتے تھے۔ اس پر مجھے وہ اشتہار یاد آ گیا اور میں اپنے آخری فقرہ پر نادم ہوا۔

حقیقت یہ ہے

کہ اللہ تعالےٰ کے قرب کے جو چاروں مقامات ہیں۔ یہ سارے کے سارے قابل فخر ہیں۔ لیکن جو شخص خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنے آپ کو پہلے پیش کر دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کو بلند مقام عطا کرتا ہے۔ ورنہ ظاہری قربانیوں کے لحاظ سے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضہ دونوں نے قربانیاں کیں۔ لیکن بتوں کے خلاف سب سے پہلے جس شخص نے آواز بلند کی وہ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود تھا۔ صحابہ رضہ نے آپ کی صرف نقل کی اور آپ کی آواز کے پیچھے اپنی آواز بلند کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

یعنی اگر تیرے کوچہ میں مارے جانے کا سوال پیش آ جائے۔ تو اس کے لئے سب سے پہلے میری آواز ہی اُٹھے گی۔ یہی چیز ہے جو ولیھدینھم صراطاً مستقیماً میں بیان کی گئی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ تم اپنے آپ کو ایسے مقام پر لے آؤ کہ لوگ تمہیں قتل کر دیں یا تمہیں ملک بدر کر دیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اگر ہم ان پر یہ بات فرض کر دیتے کہ وہ اپنے نفوس کو قتل کریں یا بے وطن ہو جائیں تو وہ یہ کام نہ کرتے۔ لیکن اگر وہ یہ کام کر لیں گے تو ہم انہیں صراط مستقیم عطا کر دیں گے۔ گویا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم والی دعا تبھی پوری ہوگی جب تم میں یہ دونوں باتیں پائی جائیں۔ اور اگر یہ دونوں باتیں پیدا نہیں ہوتیں تو

تمہاری مثال

اس پرائمری پاس شخص کی سی ہے جو کالج میں پروفیسری کے لئے درخواست دے دے لازمی بات ہے۔ کہ گورنمنٹ اسے رد کر دے گی۔ اسی طرح اگر تم ان دونوں چیزوں کو اپنے اندر پیدا نہیں کرو گے تو تمہاری اھدنا الصراط المستقیم کی درخواست بھی رد کر دی جائے گی۔ اگر یہ محض عقل بات ہوتی تو کوئی بات نہ تھی۔ لیکن یہاں تو قرآن کریم نے خود بتا دیا ہے کہ جان اور وطن دونوں کو چھوڑنے کے لئے ہر وقت تیار ہو اور جب تم اس مقام پر پہونچ جاؤ گے کہ اگر تمہیں جان دینے کا حکم ملے تو جان دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار پاؤ اور اگر خدا کے لئے بے وطن ہونے کا حکم ملے تو بے وطن ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار پاؤ تو ہم تمہیں صراط مستقیم دکھا دیں گے۔ آگے پھر جس مقام کے مناسب حال قربانی ہوگی وہ مقام تمہیں مل جائے گا۔ اگر تمہاری قربانی نبوت کے درجہ کے مناسب حال ہوگی تو نبوت کا درجہ تمہیں مل جائیگا۔ اگر تمہاری قربانی صدیقیت کے درجہ کے مناسب حال ہے تو صدیقیت کا درجہ تمہیں مل جائے گا۔ اگر تمہاری قربانی شہادت کے مقام کے مناسب حال ہے تو شہادت کا مقام تمہیں حاصل ہو جائے گا۔ اور اگر تمہاری قربانی صالحیت کے مقام کے مناسب حال ہے تو تم صالحیت کا درجہ حاصل کر لو گے۔

(الفضل ۱۹ ۴/۶۱)

درخواستہائے دعا

۱- عاجز نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے بزرگان سلسلہ درویشان کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں تا اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے دوسرے ہم جنوں کو بھی اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرے اور سلسلہ کا مخلص خادم بنائے۔ آمین

ناکسار عبد الرزاق متعلم جماعت دہم جلیسوٹ ضلع فنگ

۲- میرے ایک عزیز احمدی دوست محمد عبد اللہ صاحب نے کلکتہ سے میٹرک کا امتحان دیا ہے احباب کرام و

"غانا میں اشاعتِ اسلام کے مواقع"

مشہور اخبار مانچسٹر گارڈین میں احمدی مبلغین کی قابلِ قدر تبلیغی مساعی کا ذکر

" کانگریس انتشار، الجیریا میں جنگ آزادی اور جنوبی افریقہ کی نسلی تعصب، تعصب و برتری کی پالیسی صرف غانا اور مغربی ممالک کے تعلقات ہی پر اثرانداز نہیں ہوئی۔ بلکہ اس نے غانا میں عیسائیت کو بڑی حد تک متاثر کیا ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ماننے والوں کو ان حالات میں باشندگان غانا کے دلوں تک رسائی حاصل کرنے کا بڑا ہی نادر موقع ملا ہے۔"

یہ ہیں وہ ابتدائی فقرات اس مقالہ کے جو ۱۸ اپریل ۱۹۶۱ء (بروز منگل) کے مانچسٹر گارڈین میں "غانا میں اشاعتِ اسلام کے مواقع" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے اپنے تجزیہ میں مذہب و سیاست کی روشنی میں اسلام و عیسائیت کو خوب ہی کھنگالا ہے۔ اور جہاں عیسائیت کو (خواہ وہ کسی بھی رنگ میں ہے) افریقہ میں ایک نہ ایک دن نابود ہو جانے والا نظریہ قرار دیا ہے اسلام کو ایک ترقی پذیر، مطلوب انسان کو مسخر کرنے والی تعلیم اور مذہب تسلیم کیا ہے۔

مغرب کا شگوفہ

فاضل مقالہ نگار لکھتا ہے "سارے افریقہ (بشمول غانا) میں عیسائیت کو مغرب کا شگوفہ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عیسائیت کو افریقہ میں متعارف کرانے والے پادری برسل، سوئٹزرلینڈ، اور برطانیہ کے باشندے تھے۔ غانا کے وزیر تعلیم اے۔ جی۔ اے جے دونا (A. J. DOUNA) ہیمنڈ (HAMMOND) اپنے آپ کو مارکسٹ سوشلسٹ کہتے ہیں۔ اسی طرح موجودہ برسرِاقتدار پارٹی (کنونشن پیپلز پارٹی) کے ایک عہدیدار اور وزیر نے بھی ان لوگوں کے "خلوص" پر شبہ کا اظہار کیا ہے جنہوں نے وہاں "عیسیٰ مسیح" کی تعلیمات کو روشناس کرایا۔ ان میں سے بعض ان پادریوں کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں کہ ان کے ایک ہاتھ میں بائیبل تھی اور دوسرے ہاتھ میں تلوار۔

آگے چل کر مقالہ نگار عیسائیت پر اسلام کی نظریاتی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"بلاشبہ غانا کے ۵ لاکھ عیسائی (رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ عیسائی) پادریوں کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے۔ لیکن ترقی پذیر اسلامی جماعت احمدیہ بھی اشاعتِ اسلام کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اور گو عیسائی پادریوں نے بھی متعدد سکول کھول رکھے ہیں۔ اور ڈاکٹر نکروما نے ان پادریوں کی خدمات سراہنے میں کبھی ہچکچاہٹ سے بھی کام نہیں لیا۔ لیکن ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ اب وقت کے تیور بدل رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت غانا میں جنگ عظیم اول کے وقت سے مصروفِ تبلیغ اسلام ہے۔ اور غانا کا واحد اسلامی تعلیمی ادارہ ہے جس نے سولہ پرائمری، مڈل اور سیکنڈری سکول کھول رکھے ہیں۔ اس جماعت کے افراد کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اور غانا بھر میں ان کی ۱۶۲ مسجدیں ہیں جن سے مذہبی کلبوں کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ آج سے پچاس برس قبل صدر غانا ڈاکٹر نکروما نے اسی جماعت کی سالٹ پانڈ کی مسجد کی رسم افتتاح کی تھی جو غانا بھر میں اپنی نوعیت کی ایک ہی خوبصورت ترین مسجد ہے۔"

بنیادی اسلامی تعلیمات

آگے چل کر اس تبلیغی جماعت (احمدیہ) کے تبلیغی ہیڈ کوارٹرز واقع سالٹ پانڈ اور عکرہ کی کچھ تفصیل دینے کے بعد مقالہ نگار لکھتا ہے کہ اس جماعت نے باشندگان غانا کو مندرجہ ذیل باتیں بنیادی طور پر ذہن نشین کرا دی ہیں:۔

اول۔ حضرت مسیح ہرگز خدا کے بیٹے نہیں تھے۔ بلکہ ایک انسان رسول تھے!

دوم:۔ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے!

سوم:۔ حضرت مسیح زندہ نہیں ہیں!

چہارم۔ وہ نہ تو آسمان پر گئے ہیں اور نہ ہی اب کہیں سے واپس لوٹ کر آئیں گے!

یہ تعلیمات بشمول اسلام کی دیگر بنیادی تعلیمات کے جلی حروف میں بورڈوں پر کندہ ان کے مشن ہاؤسوں کے باہر آویزاں رہتی ہیں۔ مشن ہاؤس دو ایکڑ زمین پر ہے۔ جو حکومت غانا نے جماعت احمدیہ کو بطور تحفہ دیا تھا۔ اس میں اسلام کا ایک مبلغ مستقل موجود رہتا ہے۔ اور قرآن و حدیث کا درس روزانہ دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی معتدبہ آبادی شمالی غانا میں ہے۔ جہاں ہر بڑے قصبہ اور گاؤں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ان میں وہ مسلمان بھی شامل ہیں جو فرانسیسی بولنے والی پڑوسی ریاستوں "اپر وولٹا"، "مالی" اور "نائیجیریا" وغیرہ سے ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں۔ اور اب مستقل طور پر یہیں آباد ہو گئے ہیں۔ گزشتہ سال یکم جولائی کو جمہوری کانسٹی ٹیوشن عمل میں آئی تھی جس کے بموجب کوئی شخص مذہبی، نسلی، قبائلی، مذہبی اور سیاسی بناء پر تعصب کا شکار نہیں ہو سکتا۔"

وزارت میں مسلمان

ڈاکٹر نکروما کی کابینہ کے ایک وزیر برائے امورِ خارجہ مسلمان ہیں: مسٹر مومنی (MR. MUMUNI) باؤ دمیا (BAW.IMIA) ورکس اور ہاؤسنگ کے جونیئر وزیر بھی ہیں۔ غانا نیشنل اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر الحاج یعقوبو تالی کے علاوہ ایک اور مسلمان وزیر جوزف آدم ہیں جن کا درجہ وزیر کابینہ سے ذرا ہی کم ہے ان میں سے بعض پیدائشی مسلمان ہیں۔ لیکن ان کی تعلیم و تربیت عیسائی مشنری سکولوں میں ہوئی تھی۔

بیس لاکھ کے قریب بُت پرست بھی ہیں ڈاکٹر نکروما خود گو عیسائی ہیں۔ لیکن عملاً کسی مذہب پر بھی یقین نہیں رکھتے۔ ان کی حکومت ہر مذہبی ادارے کی اعانت طلب کے موقعوں پر مناسب عزت و خوشی کرتی ہے اور اس مسئلہ میں عیسائیوں یا مسلمانوں کسی کو بھی دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے۔

متحدہ عرب جمہوریہ نے بھی اب فیصلہ کیا ہے کہ اپنے ہر سفارت خانے میں ایک مذہبی امور کا ماہر سیکرٹری مقرر کرنا چاہیئے جس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ افریقہ بھر میں (بشمول غانا) اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور بھی زور شور سے ہونے والی ہے۔"

ترجمہ:۔ کشمیر یار (انسپکٹر)

اللہ تعالیٰ مجاہدینِ اسلام کی مساعی جمیلہ کو اپنے خاص فضلوں اور برکتوں سے نوازے اور اس کے فضل و کرم سے ایسا ہو کہ افریقہ کے (صدیوں کے خوابیدہ) بیدار ہونے والے آزاد دیس کی آنکھ اسلام ہی میں کھلے۔

آمین ثم آمین (ایڈیٹر)

(بشکریہ ہفت روزہ "لاہور" لاہور)

حصۂ جائداد اپنی زندگی میں ادا کرنے کی ایک (اور)

قابلِ تقلید مثال

اخبار بدر کی ایک گذشتہ اشاعت میں مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ کی طرف سے حصۂ جائداد میں مبلغ بیس ہزار روپے کی رقم بھجوانے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نظارت ہذا کی طرف سے یہ تحریک کی گئی تھی کہ جماعت کے دوسرے صاحبِ جائداد موصی احباب بھی اس طرف توجہ فرمائیں۔ چنانچہ مکرم میاں محمد یوسف صاحب بانی (برادر مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی) نے دس ہزار روپیہ کی رقم حصہ جائداد وصیت کے طور پر بھجوائی اس کا اعلان بھی اخبار میں کیا جا چکا ہے۔

یہ امر قابلِ مسرت ہے کہ اب محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حصہ جائداد وصیت میں مبلغ پانچ ہزار روپے کی ایک معقول رقم ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جزاہا اللہ خیراً۔

اگر جماعت کے جملہ صاحبِ جائداد موصی احباب اور مستورات اپنی زندگی میں حصہ جائداد ادا کرنے کا عزم کر لیں اور حسبِ موقعہ اس مد میں رقوم بھجواتے رہیں۔ تو اس سے نہ صرف مرکز کی مالی مشکلات میں کمی ہوگی بلکہ اس سے موصی صاحبان اپنی زندگی میں ہی ایک اہم ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

امید ہے عہدیداران و مبلغین اس تحریک کو کامیاب بنانے میں توجہ دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

تبلیغی جلسہ بمقام موڑیا اور جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز

(از مکرم مولوی سید محمد رئیس صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ (بتوسط نظارت دعوۃ و تبلیغ)

موڑیا گاؤں میں ہماری تبلیغی جد وجہد

موسیٰ بنی مائینز سے ۸ میل دور جنوب میں نیا گاؤں نامی ایک دیہات ہے جہاں ہمارے ایک مخلص دوست مکرم محمد صدیق صاحب بود و باش کرتے ہیں گو یہ دوست کسی خاص مجبوری کے باعث تا حال سلسلہ بیعت میں داخل نہیں ہوئے۔ مگر احمدیت ان کے رگ و ریشہ میں رچ بس چکی ہے اور وہ جہاں بھی جاتے ہیں احمدیت کی تبلیغ بڑی دلیری کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ان کی رشتہ داری موڑیا گاؤں میں بھی ہے جو موسیٰ بنی مائینز سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مکرم محمد صدیق صاحب نے وہاں احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی جس کے نتیجہ میں وہاں کے رئیس مکرم شیخ محمد عثمان غنی صاحب نے احمدیت سے متاثر ہو کر اواخر اکتوبر ۱۹۷۰ء میں ہمیں ایک چٹھی لکھی جس کا اقتباس درج ذیل ہے:-

"مکرم و محترم پیشوائے دین درد مندان اسلام پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
آپ کے دوست محمد صدیق آف نیا گاؤں سے پتہ چلا کہ آپ لوگ اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ لہذا آپ حضرات سے اپیل ہے کہ حضرت مولانا سلیم صاحب اور حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کو لے کر موڑیا تشریف لائیں تاکہ یہاں ایک عام جلسہ سنا کر عقائد احمدیہ سے آگاہ ہوا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔"

جس کا جواب مع عقائد احمدیہ بذریعہ چٹھی تفصیل کے ساتھ خاکسار نے انہیں روانہ کیا۔ اور ساتھ ہی چیدہ چیدہ ٹریکٹ بھی انہیں بھیجے گئے جس پر ان کی طرف سے دوسری چٹھی آئی کہ ہم لوگ مزید تسلی کے لئے مندرجہ بالا دونوں مولانا صاحبان کو بلا کر تقریر سننا چاہتے ہیں۔ آپ اس کا انتظام جلد کریں۔

اس چٹھی کا جواب انہیں دیا گیا کہ ہم اس کوشش میں ہیں کہ مذکورہ مولانا صاحبان کو آپ کے گاؤں میں لے جائیں لیکن مزید ہم جو لٹریچر بھیج رہے ہیں آپ لوگ خود سے اس کا مطالعہ کریں نیز ہماری طرف سے ایک اخبار بدر بھی اس گاؤں میں جاری کروا دیا گیا۔

چٹھی اور لٹریچر کے ذریعہ مزید اشتیاق اور ہمارا موڑیا گاؤں میں ورود

خط و کتابت اور لٹریچر کا سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہنے کے بعد جب انکی خواہش بڑھتی گئی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وہ لوگ گہری دلچسپی لینے لگے تو حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے ماہ جنوری ۱۹۷۱ء میں خاکسار مع مکرم محمد صدیق صاحب آف نیا گاؤں اور مکرم حمید رضا صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز وہاں گئے۔ ہم کو محلہ کی مسجد کے سامنے ایک مدرسہ میں ٹھہرایا گیا۔ اور گاؤں والوں نے ہماری ہر طرح خاطر تواضع کی اور بڑی ظرافت اور اکرام کے ساتھ پیش آئے اور بعد نماز مغرب اسی مدرسہ میں انہوں نے ایک جلسہ کا بھی انتظام کیا جس میں خاکسار نے تقریر کی۔ دوران تقریر میں خاکسار نے وقت کی پکار اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خوشخبری نیز وفات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت کے مسئلہ پر ایک مفصل تقریر کی جس کو تمام گاؤں والے ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ اور آخر میں انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ فریقین کے علماء یہاں اکٹھے جمع ہوں تاکہ ہم دونوں طرف کی تقریریں سن کر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

اس جلسہ کے متعلق مرکز سے خط و کتابت اور مبلغین کرام کا دورہ بہار

چنانچہ اس سلسلہ میں مرکز سے خط و کتابت کے بعد یہ طے پایا کہ عنقریب مبلغین کا دورہ بہار میں ہونے والا ہے اس وقت موقع نکال کر وفد کو موڑیا لے جایا جائے۔

مبلغین کرام کی آمد جمشید پور اور نزول موڑیا

چنانچہ پروگرام کے مطابق مبلغین کرام کا وفد ۱۷ اپریل کو اڑیسہ کا دورہ ختم کر کے جمشید پور پہنچا۔ خاکسار بھی جمشید پور پہنچ گیا اور باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ تبلیغی وفد ۱۹ اپریل کو موڑیا کے لئے روانہ ہو۔ چنانچہ حسب پروگرام ۱۹ اپریل کی صبح ۸ بجے ہم لوگ موڑیا پہنچ گئے۔ ہمارا یہ وفد جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ، مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ، مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر بہار اور خاکسار پر مشتمل تھا۔

ہم سے قبل رات کی ٹرین سے مکرم شیخ ابراہیم صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز کی قیادت میں ۲۰ افراد موسیٰ بنی مائینز سے موڑیا پہنچ چکے تھے جو اسٹیج اور جلسہ گاہ کی تیاری میں مصروف تھے۔ جزاھم اللہ خیرا۔

مولانا بھاگلپوری کی حیرانگی

مکرم عثمان غنی صاحب نے اپنے سابق دستور کے مطابق اپنے ایک مولانا مولوی نعمت اللہ صاحب بھاگلپوری فاضل دیوبند خطیب و امام الصلوٰۃ جامع مسجد رانچی کو بھی بلا رکھا تھا۔ مگر افسوس کہ مولانا کو یہ اطلاع نہیں دی گئی تھی کہ احمدی مبلغین بھی اس جلسہ میں مدعو ہیں۔ ہم لوگ تو صبح پہنچے مگر مولانا موصوف رات ہی پہنچ گئے تھے۔ مولانا کی حیرانگی کہ "کیا ٹھہر جائے نہ زمین سخت اور آسمان دور" کا مصداق تھا بیچارے نہ بھاگ سکتے تھے اور نہ ہی جلسہ ملتوی کر سکتے تھے۔ "قہر درویش بر جان درویش" آخر کار تقریر کرنے پر رضامند ہوئے مگر وقت ایک ایک گھنٹہ انہوں نے تجویز کیا۔ عثمان غنی صاحب کو جب پتہ چلا کہ مولانا جلد جلسہ ختم کر دینا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مولانا وقت کی کوئی پابندی نہیں۔ رات دس بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہو گی۔ اور صبح ۶ بجے تک تقاریر جاری رہیں گی۔ اس پر مولانا کو مجبوراً خاموش ہو جانا پڑا۔ مگر خفیہ خفیہ اپنی کارروائی شروع کر دی۔ ہمارے آدمی بھی ان کی کارروائیوں کا پتہ لیتے رہے۔ چنانچہ مولانا جو بات بھی پردۂ راز میں کرتے وہ فاش ہو جاتی چنانچہ مولانا خفیہ طریق پر گاؤں والوں کو "قادیانیوں" کی تقاریر سننے سے منع کرتے رہے۔

جلسہ کی کارروائی اور مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ کی پہلی تقریر

نماز عشاء کے بعد تمام حاضرین کو رات کا کھانا کھلایا گیا۔ اور رات ٹھیک دس بجے محترم مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسٹیج پر تشریف لا کر اپنی عالمانہ تقریر شروع کی۔ مولانا بھاگلپوری کے زیر اثر افراد جلسہ گاہ کے اندر تشریف نہیں لائے۔ البتہ جلسہ گاہ سے ۱۰۰-۱۵۰ قدم کے فاصلہ پر سڑک پر وہ لوگ جمع ہو گئے۔ اور دور دور سے آئے ہوئے مہمان اور سینکڑوں صاحبان جلسہ گاہ میں آ کر اپنی اپنی جگہ خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے لاؤڈ سپیکر کی آواز رات کی خاموش فضاء میں گونجتی ہوئی دور دور پہنچ رہی تھی۔ اور مولوی صاحب موصوف کی تقریر سے متاثر ہو کر کیا ہندو اور کیا مسلمان تمام کے تمام حیرت کے عالم میں بت بنے ہوئے بیٹھے تھے۔

محترم مولوی صاحب نے دوران تقریر میں مذہب و ملت کے بانیوں کی پاک زندگی اور ان کے زریں اقوال کو پیش کرتے ہوئے اسلام کی خوبی اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو ایسے دلنشین پیرایہ میں پیش کیا کہ سب عش عش کر اٹھے۔ بعد ازاں آپ نے موجودہ زمانہ میں ایک نبی کی ضرورت کلکی اوتار یعنی حضرت مہدی و مسیح علیہ السلام کی آمد اور آپ کی صداقت کو قرآن کریم۔ احادیث۔ وید اور بائیبل کی روشنی میں زبردست دلائل کے ساتھ ثابت کیا اور بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اس زمانہ میں اس کے مصداق ہیں۔ اس موقعہ پر آپ نے ختم نبوت کے مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی اور حیات مسیح کے غلط عقیدہ کی بھی عقدہ کشائی کی۔ آپ کی تقریر مسلسل ۲½ گھنٹہ تک جاری رہی اور ۱۲½ بجے رات آپ کی یہ فاضلانہ تقریر ختم ہوئی۔

مولانا بھاگلپوری کی تقریر

دوسری تقریر پروگرام کے ماتحت مولانا نعمت اللہ صاحب بھاگلپوری کی تھی۔ آپ اسٹیج پر تشریف لائے ہی تھے کہ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب نے ایک عالمانہ تقریر کی ہے۔ میں اور زیادہ کیا بول سکتا ہوں۔ کیونکہ مولانا موصوف نے گویا آپ کو کھانا کھلا دیا ہے۔ اب میں ذرا سی چٹنی پیش کر دیتا ہوں تا کہ

بعد مولانا نے دو اردو نظمیں پڑھ کر کچھ دیر تک ان کی تشریح کرتے رہے۔ اور درمیان میں جانے کی ضرورت پیش آنے پر حاضرین کرام کو درود شریف کا ورد کراتے رہے۔ اور پھر اس موضوع پر آجاتے کہ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے جو عالمانہ تقریر کی ہے۔ اس پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہیئے۔ اندھا دھند کسی مسلمان پر کفر کا فتوے لگا دینا اچھا نہیں ہے۔ یہ احمدی مبلغین اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں ان کا ایک بیت المال ہے جس کے ذریعہ سال میں یہ لوگ سینکڑوں علماء پیدا کر لیتے ہیں اور پھر اسلام کی تبلیغ کے لئے انہیں بھجوا دیتے ہیں۔ غرضیکہ احمدیہ جماعت اسلام کی عظیم الشان خدمت کر رہی ہے۔ مگر دوسرے مسلمان اس وقت غفلت کی نیند سو رہے ہیں اور یہ غریبوں سینما۔ سرکس اور ناچ گانے پر پانی کی طرح روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ دوران تقریر میں آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ اسی جماعت کے ایک بزرگ ہمارے بھاگلپور میں گذرے ہیں۔ جو زبردست عالم ہونے کے علاوہ صاحب کشف تھے خاکسار کو انکی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ وہ بڑے ہی نیک۔ متقی۔ پارسا اعلیٰ اخلاق انسان تھے۔ ان کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت مولانا مولوی عبد الماجد صاحب مرحوم بھاگلپوری ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اس جماعت کی طرف توجہ دیں اور جو حق بات ہو اس کو قبول کریں۔ انہی الفاظ پر مولانا نے اپنی تقریر ختم کی۔ جزاہم اللہ۔

تیسری تقریر — تقریر مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ کی تھی۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ وفات مسیح علیہ السلام اور مسئلہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اُمت محمدیہ میں نبی آسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی ایک اُمتی نبی بھیجا ہے۔ جو قادیان کی مقدس سرزمین میں آج سے پون صدی قبل مبعوث ہوا۔ اس موقع پر بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر قرآن کریم اور احادیث سے متعدد دلائل پیش کرتے ہوئے جناب مولانا نعمت اللہ صاحب بھاگلپوری کی تقریر کا خلاصہ سامعین کے سامنے رکھا۔ اور پر زور الفاظ میں اپیل کی کہ خدارا آپ لوگ حق بات کی طرف توجہ دیں اور جلد سے جلد صداقت کو قبول ہوتے ہوئے اسلام کی شان اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو اکناف عالم میں بلند کرنے میں کوشاں ہوں۔

پروگرام کے مطابق چوتھی تقریر خاکسار کی تھی۔ مگر چونکہ رات کے ۱/۲ ۲ بج چکے تھے اور سامعین پر نیند کا غلبہ کافی ہو چکا تھا۔ اور لاؤڈ سپیکر کی آواز بھی مدھم پڑ چکی تھی کیونکہ اس کا مسالہ گہری نیند کے مزے رہا تھا۔ اور پھر اسی رات کو افراد موسیٰ بنی مائنز واپس ہونے والے تھے۔ اس لئے جلسہ کی کارروائی ختم کی گئی اور ہمارا یہ تبلیغی جلسہ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ اور رات کے ۳ بجے ہم لوگ موسیٰ بنی آنے کی غرض سے اسٹیشن کی طرف چل پڑے۔ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز نے ۲۰ افراد کی آمد و رفت کے اخراجات جو تقریباً ۲۰۰/۔ روپے تھے برداشت کرنے کے علاوہ ۱۶۳/۔ روپے جلسہ کے انتظامات کے لئے خرچ کئے اور جماعت احمدیہ جمشید پور نے بھی جلسہ کے انتظامات کے لئے ۱۵/۔ روپے بھیجے۔ نیز مکرم پیار دنشل امیر اور مقامی امیر جمشید پور کے علاوہ دیگر احباب جمشید پور نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اس موقع پر ہم مکرم شیخ عثمان غنی صاحب آف موربانا کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہر طرح کا انتظام کر کے ہمارے جلسہ کو کامیاب بنایا (جزاہم اللہ) ساتھ ہی مکرم محمد صدیق صاحب جو اس جلسہ کے بانی ہیں۔ ان کے ہم شکرگذار ہیں کہ انہوں نے اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائی۔

اس جلسہ کا اثر دور دور تک پھیل ہوا ہے۔ اور اس علاقہ کے اکثر گاؤں والے اب یہ خواہش ظاہر کر رہے ہیں کہ آئندہ اس قسم کا جلسہ ہر گاؤں میں ہونا چاہیئے۔

آخر میں قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں جلد احمدیت کو پھیلانے کے اسباب پیدا فرمائے۔

۳۳۔ اُٹھانے کی ضرورت ہے!! کیا ہم اُمید کر سکتے ہیں کہ ملک کے بہی خواہ ان باتوں کی طرف توجہ دیں گے!!

فرقہ دارانہ اتحاد کے لئے

(بقیہ صفحہ ۲)

نالے اُن کی اعلیٰ طریق پر تربیت کرتی ہے۔ ملک میں فرقہ دارانہ اتحاد کا ماحول پیدا کرنے کے لئے ہمیں نئی نسل کے بارہ میں اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ چیز بڑے ہی دکھ کا باعث ہے کہ بجائے اس کے کہ نئی پود کو ان تباہ کن فرقہ دارانہ خیالات سے بچایا جائے بڑی ہوشیاری سے درسی کتابوں کے ذریعہ ان کے سادہ ذہنوں میں یکطرفہ مذہبی نظریات ٹھونسنے کی کوشش کی جا رہی اور اس بات کو قطعی طور پر نظر انداز کیا جا رہا ہے کہ اسی ملک میں کروڑوں کی تعداد میں ایسے افراد بھی بستے ہیں جن کے بچے بھی انہیں نصابی کتب سے غیر شعوری طور پر متاثر ہوں گے جو انہیں پس ملک میں رائج سیکولر نظام حکومت اس بات کا شدت سے تقاضا کرتا ہے کہ درسی کتابوں میں ایسے زہر کی آمیزش پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ اور کتب نصاب کسی فرقہ کے بحیثیت نظریات کو (خواہ وہ فرقہ کس قدر اکثریت میں ہی کیوں نہ ہو) ہوشیاری کے ساتھ ٹھونسنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس کے لئے اُن کی اپنی مذہبی جماعتیں علیحدہ تعلیم و تربیت کا کام کریں۔ مگر سرکاری سطح پر تیار کی جانے والی کتب کو زیادہ وسعت نظری اور زیادہ رواداری کے طریق پر مرتب کیا جانا چاہیئے۔

ایک ہی فرقہ کے مذہبی خیالات کے پرچار کی بجائے مسلمہ مذہبی شخصیتوں کے احترام اُن سے جائز محبت و عقیدت کے جذبات اُبھارنے والے حصہ کو ضروری جگہ دی جائے اس نہج پر لکھے گئے اسباق کا ایک بڑا ذخیرہ آسانی سے جمع کیا جا سکتا۔ بلکہ تقسیم ملک سے قبل کی بعض درسی کتابوں میں بہت قابل قدر مضامین مل سکتے ہیں۔

الغرض یہ چند مختصر اشارات ہیں جن سے ملک میں پھیل رہی فرقہ پرستی کی خطرناک رَو کو ملکی اتحاد کی طرف پھیرا جا سکتا ہے۔ اور ان پر عمل درآمد کرنا بھی زیادہ مشکل نہیں۔ صرف صدق دلی سے عزم کرکے ہمت کا قدم ... کرکے کبھی فراموش نہیں کئے جا سکتے۔

الغرض یہ بات کس قدر اہم اور مفید ہے اس کا نمونہ حال ہی میں عملی تجربہ ہو چکا ہے جبلپور کے افسوسناک واقعات کے معاً بعد ہولی کے دن تھے۔ اس موقعہ پر حکومت نے خاص ہدایات کے ساتھ متعلقہ حکام کو علاقہ میں امن و امان برقرار رکھنے کا پورا ذمہ دار قرار دیا۔ سب نے دیکھ لیا کہ یہ دن کس طرح خیر و عافیت سے گذر گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعلقہ حکمران اگر اپنے فرائض منصبی کو زیادہ بیدار مغزی اور پوری فرض شناسی سے ادا کریں تو ایسے ناخوشگوار واقعات اول تو ہونے سے ہی نہ ہوں یا اگر ہوں تو جلد از جلد ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

پھر قومی اتحاد اور ملک کی یکجہتی کو برقرار رکھنے کے لئے یہ صورت بڑی ہی بابرکت ہے۔ کہ ہر شخص دوسرے کے مذہب پر دلآزار حملے اور بے جا نکتہ چینی کی بجائے اپنی متبرک کتابوں کے حوالے سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ بھارت میں رائج سیکولر نظام حکومت کے باعث ہر شخص کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا تو پورا پورا حق ہے مگر تبلیغ کا ایسا طریق جو دوسرے کی دلآزاری کا موجب ہے کسی صورت میں پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ظاہر ہے کہ مذہب کا معاملہ دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے دھینگا مشتی اور جبر و اکراہ کے ساتھ کسی کے دل کو فتح کرنا ممکن نہیں اسلئے ضروری ہے کہ معقولی رنگ کے مضامین اور اسی نہج کی تقاریر جو اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں سے پُر ہوں اور محبت و پریم کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھی جائیں دلوں پر دیرپا اثر چھوڑنے والی ہیں۔ پس اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ عبارت و اسپیرٹ کو اس کا پابند بنایا جائے۔ اس کے ساتھ نہ تو کسی مذہب پر سختی ہو سکتی ہے اور نہ ہی آئے دن کی دلآزاری سے ملک کا امن تباہ و برباد ہو سکتا ہے!!

یہ چند باتیں تو ملک کے اُن افراد سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ ملک کا امن اور سالمیت وابستہ ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر ملک اور قوم کا نہایت بیش قیمت سرمایہ اُس قوم کی نئی پود ہوتی ہے۔ اور سمجھدار قومیں اس قیمتی متاع کی دل و جان سے حفاظت کرتی اور ملک و قوم کا سچا خیر خواہ ہونے کے

صوبہ اڑیسہ و بہار کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عبد الحی صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۳)

کیرنگ میں تبلیغی جلسہ ۱۱ر اپریل ساڑھے تین بجے دن ایک تبلیغی اجلاس منعقد کیا گیا۔ گرد و نواح کی غیر مسلم اور غیر احمدی بستیوں کو جلسہ میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ سات آٹھ بستیوں میں سے بعض غیر مسلم اور غیر احمدی دوست جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے یہ بستی چونکہ پوری کی پوری احمدی ہے اسلئے جلسہ میں بہت بڑا مجمع ہو گیا اور مستورات کے لئے پردہ کا بھی خاص انتظام تھا۔ ساڑھے تین بجے بعد دوپہر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد در ثمین میں سے ایک نظم پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کے بعد تین نظمیں اُڑیہ زبان میں سنائی گئیں جن میں اسلام اور احمدیت کی صداقت بیان کی گئی تھی۔ پہلی تقریر خاکسار کی تھی۔ خاکسار نے قرآن شریف کی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون کی روشنی میں موجودہ زمانہ کے مخصوص حالات اور اس کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور تکمیل اشاعت کو بیان کیا اور موعود اقوام عالم کی جائے پیدائش یعنی قادیان کو مسلمان ہندو اور سکھوں کی مذہبی کتب سے حوالہ جات دے کر ثابت کیا۔ نیز کسوف خسوف کا نشان جو نہ صرف شیعہ سنی احادیث میں بتایا گیا ہے۔ بلکہ ہندو سکھ اور عیسائی کتب میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی تطبیق دی اور بتایا کہ یہ نشان بھی ۱۸۹۴ء میں پورا ہو چکا ہے۔ اسی طرح آپ کا فارسی الاصل جو نا مسلمان پارسی اور سکھی کتب میں سے حوالہ جات دے کر بتایا گیا کہ یہ تمام پیشگوئیاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے وجود باجود میں پوری ہو چکی ہیں۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض ایسی پیشگوئیاں بیان کیں جو اس وقت تک پوری ہو چکی ہیں خاکسار کی تقریر کا خلاصہ مکرم مولوی محسن خان صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اُڑیہ زبان میں سنایا۔

بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے فرمایا کہ جب کبھی خدا تعالیٰ کا مامور آتا ہے۔ تو لوگ اس کی شدید ترین مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی۔ اور جب آپ نے دعوےٰ کیا تو فرعون مصر نے متکبرانہ انداز میں انکار کر دیا بلکہ شدید مخالفت شروع کر دی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی اور اس کے چند ماننے والوں کی مدد کی اور مخالفتوں کے بادل دیکھتے ہی دیکھتے کافور ہو گئے۔ آپ نے ہندو لٹریچر سے بھی انبیاء کی مخالفت کے حوالے پیش کئے اور بتایا کہ احمدیت کی مخالفت بھی اسی نوعیت کی ہے۔ کیونکہ احمدیت تو دنیا میں نیکی اور صلح اور امن پھیلانے کے لئے آئی ہے۔ اس لئے اس کی مخالفت تعصب کی بناء پر کی جاتی ہے آپ نے آیت خاتم النبیین کی بھی لطیف تشریح بیان فرمائی۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے قول کہ

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"

کی تشریح بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ ان شدید مخالفتوں کے علی الرغم خدا تعالےٰ کا برتاؤ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ کیسا ہے۔ آج جس طرح زمین پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اسی طرح احمدیت پر بھی سورج غروب نہیں رہتا ہے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
(مسیح موعود)

آپ کی تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ جس کے بعد ایک اُڑیہ زبان کی نظم پڑھی گئی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

ایک تربیتی جلسہ بعد نماز مغرب مکرم مولینا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خدام نے اردو اور اُڑیہ زبانوں میں سے خوش الحانی سے نظمیں سنائیں۔ بعد ازاں مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے آدھ گھنٹہ تک بعض تربیتی امور کی طرف احباب جماعت کو متوجہ فرمایا۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم محسن خاں صاحب جو اُڑیہ زبان کے اچھے شاعر بھی ہیں نے ایک اپنی تیار کردہ اُڑیہ نظم نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ جو بہت زیادہ پسند کی گئی۔ اس نظم میں خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا وجد آفرین انداز میں پیش کی گئی تھی اور اس بات پر اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا گیا تھا کہ اس نے اپنی رحمت خاص سے انبیاء علیہم السلام کو بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت کے لئے بھیجا اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عین وقت پر مبعوث فرمایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ بعدہٗ خاکسار نے سورہ والعصر کی تشریح بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح اسلام کے دور اوّل و دور ثانی میں وہ قومیں جو اپنے آپ کو مہذب اور طاقتور سمجھتی تھیں۔ اسلامی نظریات کے سامنے سرنگوں ہو گئیں اور ان کا سارا مادی پروگرام تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہوا۔ توضیحاً بعض ایسے آسمانی نشانات بیان کئے۔ جو حضرت المصلح الموعود ایدہ الودود کے عہد سعادت مہد میں احمدیت کی غیر معمولی تائید و نصرت کے لئے اللہ تعالےٰ دکھا رہا ہے۔ اور اس سے ہمیں ایک نئی زندگی مل رہی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس نظام آسمانی کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے اپنی قربانیوں کا معیار بلند سے بلند تر کرتے چلے جانا چاہئے خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مولوی محسن خاں صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ نے پندرہ منٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تقریر کا اڑیہ زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ و لجنہ اماء اللہ کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے تحریک فرمائی۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

مانگا گوڑا ۱۲ر بعد نماز فجر کیرنگ سے روانہ ہو کر بذریعہ بیل گاڑی و بس ہم لوگ ایک بجے دوپہر "مانگا گوڑا" پہنچ گئے۔ مکرم مرزا الشیر علی بیگ صاحب کے دولتکدہ پر قیام و طعام کا انتظام تھا۔ ۸ بجے شب جامع مسجد کے سامنے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ بستی کے اس حصہ میں مسلمان زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ اور اس مقام پر جماعت احمدیہ کا یہ پہلا جلسہ منعقد ہو رہا تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے ہندو اور مسلمان کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے ٹھیک آٹھ بجے شب محترم مولینا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے [illegible] نے امن کے موضوع پر تقریر بیان فرمائی۔ آپ نے اسلامی نقطہ نگاہ سے امن کی تعریف و وضاحت فرمائی۔ اور بتایا کہ اس آخری زمانہ کی عالمگیر بدامنی کا علاج بھی اسلام نے ہی پیش کیا ہے۔ آپ نے دجالی فتنہ اور مسلمانوں کے آخری زمانہ میں بگڑ جانے اور مسیح و مہدی کے ظہور کو بھی بیان فرمایا آپ کی تقریر آدھ گھنٹہ تک جاری رہی بعدہٗ مولینا بشیر احمد صاحب فاضل نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ رب العالمین تمام اقوام میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت لا اکراہ فی الدین۔ توحید۔ مساوات کے امن بخش نظریات کو بھی اسلامی لٹریچر سے بیان فرمایا۔ اور سنسکرت شلوک بھی گیتا اور وید سے اسی ضمن میں پڑھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کو دلنشین انداز میں بیان فرمایا۔ آخر میں خاکسار نے اپنی آدھ گھنٹہ کی تقریر میں اسلام کی امن بخش تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے دور حاضرہ کے شہزادہ امن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت قرآن کریم، احادیث کی پیشگوئیوں کے علاوہ ہندو و سکھ پارسی اور بدھ کتب سے پیش کی۔ بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ حاضرین مجلس نے نہایت اطمینان کے ساتھ جلسہ کی کارروائی سنی۔ اس موقعہ پر ایک مخلص احمدی نوجوان ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب بھی اپنی موٹر سائیکل پر بنیا گڑہ سے جلسہ میں شرکت کے لئے مانگا گوڑا پہونچ گئے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سامعین کرام جلسہ کی کارروائی سے بہت متاثر ہوئے۔ اور کچھ لوگ علی الصبح وفد کی ملاقات کے لئے قیامگاہ پر تشریف لائے۔ لیکن ہم لوگ صبح چار بجے ہی کٹک کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ اس لئے ملاقات نہ ہو سکی۔

ایک مبارک تقریب تبلیغی وفد مانگا گوڑا سے ۱۳ر اپریل کو روانہ ہو کر پیدل اور بذریعہ بس گیارہ بجے دن کٹک اُرسابم - پی وارڈ لیسہ ملٹری پولیس) میں پہونچ گیا۔ ساڑھے سات بجے شام مکرم محمد حنیف خاں صاحب کے بچے کی تقریب عقیقہ کے موقعہ پر مکرم مولینا بشیر احمد صاحب فاضل کی ایک تقریر محترم رسٹ کی نذر صاحب کی زیر صدارت ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ عید کے موقعہ پر دن فجر کی نمازوں میں ایک نماز کا اضافہ فرما کر اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ فرمایا ہے کہ ہر خوشی کے موقعہ پر خدا تعالےٰ کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہئے۔ آپ نے تقریب کی غرض و غایت پر لطیف انداز میں روشنی ڈالی۔ اور اسلام کی امن بخش تعلیم بیان فرمائی۔ اور افسران بالا کی اطاعت

کو مذہبی فریضہ قرار دیا۔ آخر میں مولوی سید غلام ہادی صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور بعد دعا اجلاس کبیر دخوبی برخاست ہوا۔ احمدی غیر احمدی مسلمان۔ ہندو۔ وعیسائی حضرات کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔

حاضرین کی تواضع فروٹس۔ مٹھائی اور چائے سے کی گئی۔ اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ یہ تقریب ختم منائی گئی۔ دوران گفتگو میں محترم کمانڈر صاحب نے فرمایا کہ احمدی نوجوان اچھے طریق سے اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ اور سپورٹس وغیرہ میں بھی پیش پیش ہیں۔

او۔ ایم۔ پی میں چالیس پچاس ہمارے احمدی نوجوان موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ان نونہالان جماعت کو نیکی اور تقویٰ کے اعلےٰ معیار پر قائم رکھے اور قوم و ملک کی بڑھ چڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرما دے۔

حقیقت یہ ہے کہ احمدی نوجوان جس محکمہ میں بھی کام کرتے ہیں وہ اس شعبہ کے لئے امن کا تعویذ ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی قسم کی بغاوت یا عدم تعاون کو احمدی نوجوان مذہبی بنیاد پر ناجائز قرار دیتے ہیں۔ تاریخ اس پر شاہد ناطق ہے۔

اس تقریب کے ضروری انتظامات میں صدر جماعت محترم سید ابو صالح صاحب نے گہری دلچسپی کا اظہار فرمایا اور ہر طرح سے تعاون فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

خطبہ جمعہ ۱۴ر کو چونکہ جمعہ تھا۔ جماعتِ نماز جمعہ بھی یہیں ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ میں خاکسار نے بتایا کہ خدا تعالےٰ کے انبیاء جب دنیا میں آتے ہیں۔ تو ان کی مخالفت کرنے والے دراصل درحقیقت اس وحی اور الہام کی مخالفت کیا کرتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دعویٰ سے پہلے امین اور صدوق جیسے قابل صد تحسین القاب سے مکہ میں مشہور تھے۔ لیکن جونہی آپ نے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی لوگوں کے سامنے پیش کی اسی وقت وہی لوگ آپ کو اور آپ کے مشن کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے صف آرا ہو گئے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی آواز وعدہ الٰہی کے مطابق اکناف عالم میں پھیل گئی۔ آج سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کے سلسلہ میں بھی ہم یہی سنت اللہ دیکھ رہے ہیں۔ آج وہ آواز جو خدا تعالےٰ کی آواز تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلند کی۔ اس کی گونج شدید مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود زمین کے کناروں تک سنائی دے رہی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خدا تعالےٰ کی اس آواز کو ہر دل و دماغ میں بسانے کے لئے جماعت کی کچھ حصوں میں تقسیم فرمائی ہے۔ میری مراد۔ لجنہ اماء اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سے ہے۔ آؤ ہم ان تنظیموں کو مضبوط کر کے اپنی قربانیاں تیز کر دیں۔ اور خدا تعالیٰ کی آواز کو تمام زمینی آوازوں پر غالب کر کے دکھا دیں۔

بھوبنیشور ۱۵ر کو صبح آٹھ بجے بذریعہ بس کٹک سے روانہ ہو کر ہم لوگ بھوبنیشور پہونچ گئے۔ بھوبنیشور اڑیسہ کا دار الحکومت ہے۔ ۱۶؍ اپریل کو پٹیل ہال میں پریس کانفرنس اور جلسہ ہوا جس کی الگ رپورٹ "بدر" میں شائع ہو چکی ہے۔ اس موقعہ پر اردو انگریزی اور ہندی اور اڑیہ زبانوں میں کثیر تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

شکریہ احباب آخر میں محترم مولینا بشیر احمد صاحب قائد وفد اور اپنی طرف سے میں احباب جماعت اڑیسہ اور بالخصوص امراء و صدر صاحبان اور دیگر عہدے داران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس تبلیغی اور تربیتی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے پوری کوشش، جدوجہد اور اخلاص سے کام لیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اڑیسہ کے دورہ میں مکرم سید محمد محسن صاحب معلم وقفِ جدید کے علاوہ مکرم سید غلام ہادی صاحب معلم تعلیم و تربیت اور محمد حاتم صاحب بھی وفد میں شامل رہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اڑیسہ کا دورہ ختم کر کے جب ہم لوگ جمشید پور پہنچے تو معلوم ہوا کہ خاکسار کی چھوٹی بچی امۃ اللطیف جس کی عمر سات ماہ تھی رانچی میں وفات پا گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اس لئے خاکسار ۲۲ر اپریل کو رانچی پہونچ گیا۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کی والدہ کو اور مجھے صبر جمیل کی توفیق عطا فرما دے۔ اور ہر طرح سے حامی و ناصر ہو۔

محترم صوفی علی محمد صاحب درویش وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ۶ مئی۔ افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم صوفی علی محمد صاحب آف نارووال درویش قادیان کل مورخہ ۵ مئی ۱۹۶۱ء بروز جمعۃ المبارک ساڑھے سات بجے صبح ۷۲ سال کی عمر میں یہاں وفات پا گئے۔ کچھ روز ہوئے آپ قادیان سے بحالت بیماری ربوہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کو خونی پیچش اور خرابی جگر کی شکایت تھی جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کل نماز جمعہ کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ بعد ازاں مرحوم کی نعش کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم منشی عبد الحق صاحب خوشنویس نے دعا کرائی۔

محترم صوفی صاحب مرحوم بہت نیک مخلص اور اسلام کا خاص درد رکھنے والے بزرگ تھے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا آپ ۱۹۰۶ء میں بذریعہ خط بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے بعد ازاں ۱۹۰۶ء میں آپ کو حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ سابق مبلغ امریکہ مکرم مولوی نور الحق صاحب انور آپ کے فرزند ہیں۔ آپ نے اپنی اولاد اور متعلقین کی دینی تربیت کا خاص طور پر خیال رکھا چنانچہ آپ نے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ کلکتہ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب اور مکرم مولوی نور الحق صاحب انور کو مولوی فاضل تک تعلیم دلوائی۔ اور اب یہ تینوں ہی خدمت سلسلہ میں مصروف ہیں۔

ادارہ بدر محترم صوفی صاحب کے جملہ متعلقین بالخصوص مکرم مولوی نور الحق صاحب انور اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

قادیان میں محترم صوفی صاحب کی وفات کی اطلاع اسی روز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے موصولہ تار کے ذریعہ ملی۔ اور بعد نماز جمعہ محترم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے درویشان کی ایک بڑی تعداد سمیت نماز جنازہ غائب ادا کی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم صوفی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور پسماندگان کا ہر طرح اور ہر لحاظ سے حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

تبصرہ

"مقام ابراہیم علیہ السلام"

محترم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب ہمارے سلسلہ میں ایک معروف بزرگ شخصیت ہیں جس طرح آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا اسی طرح ایک لمبا عرصہ تک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذاتی معالج کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ زیر نظر ۲۲ صفحہ کا یہ مختصر رسالہ محترم ڈاکٹر صاحب کا پُر لطف مضمون ہے جس میں آپ نے سورت صافات کے تیسرے رکوع کی ان آیات کی ذوقی تفسیر بیان کی ہے جو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر خیر پر مشتمل ہیں۔ ضمناً بعض دوسرے مضامین پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مثلاً ذبح عظیم کی خاص تشریح۔ انبیاء علیہم السلام کا تبلیغ حق کی راہ میں مخالفین کے ہاتھوں دکھ تکالیف اٹھانا، اور مالی و جانی قربانیوں کو پیش کرنا اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا بے نظیر اسوہ حسنہ۔ صحابہ کرام کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور فدائیت کے چیدہ چیدہ واقعات کی تفصیل۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کو اس پر نظر ثانی کا موقعہ نہیں ملا۔ کیونکہ متعدد مقامات پر بعض فقرات ذیل اصلاح طلب معلوم ہوتے ہیں مگر یہ رسالہ دلچسپ اور قابل مطالعہ ہے۔ غالباً ربوہ میں مصنف سے ہی مل سکتا ہے۔ قیمت درج نہیں۔

نیا مالی سال اور ہماری ذمہ داریاں

خصوصاً موصی احباب کیلئے لمحہ فکریہ

حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث

سنہ ۱۹۶۰-۶۱ء کا مالی سال ۳۰ راپریل کو ختم ہو چکا ہے۔ اور یکم مئی ۱۹۶۱ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو گیا ہے۔ اگرچہ امسال مجموعی طور پر چندہ جات کی آمد گذشتہ چند سالوں کی آمد سے بفضلہ تعالیٰ زیادہ اُمید افزا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتیں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا کی کثیر رقوم ناحال قابل ادا ہیں۔ حصہ جائداد موصی احباب کی طرف سے حصہ آمد کی وصولی کا جس حد تک تعلق ہے۔ اس کی پوزیشن تاحال تسلی بخش نہیں ہے۔ اور متعدد جماعتوں میں بیسیوں ایسے احباب ہیں۔ جن کے ذمہ لازمی چندوں کی کثیر رقوم بقایا چلی آ رہی ہیں۔ اور باوجود متعدد بار توجہ دلانے کے بعض احباب اپنے بقایا کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کر رہے ہیں۔

حالانکہ ہر وہ شخص جو سلسلہ احمدیہ کی صداقت کو قبول کر کے اس الٰہی انتظام میں شامل ہوتا ہے۔ وہ اپنے وعدہ بیعت میں دین کو دنیا پر بہرحال مقدم رکھنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور عملی طور پر یہ وعدہ تب ہی سچا سمجھا جا سکتا ہے جبکہ جماعت کا ہر فرد سلسلہ کی ضروریات کو اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات پر مقدم سمجھتے ہوئے اُن کے لئے قربانی کر کے اپنے مالی فرائض کی طرف متوجہ ہو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ

"یہی وقت ہے کہ کچھ خدمت گذاری کرو۔ پھر اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا۔ ...... اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی .....

... اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقول جائیداد کو اس کی راہ میں بیچ بھی دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہے تم خیال کرو کہ تم نے کوئی خدمت کی ہے۔"

پس جہاں پر مخلصین جماعت کو چاہیئے کہ وہ ادائیگی چندہ جات و بقایا جات کی طرف خاص توجہ دیں وہاں پر موصی حضرات کو چاہیئے کہ وہ اپنا حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر اجر اور ثواب کا مستحق ہوگا۔ اور وہ ایک خاص بشاشت قلب اپنے اندر محسوس کرے گا۔

جماعت کے عہدیداران اور جماعت کے مبلغین صاحبان کو چاہیئے۔ کہ وہ حصہ جائداد کی ادائیگی کی تحریک کو جماعتوں میں زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ تاکہ صاحب جائداد موصی احباب اپنی زندگیوں میں حصہ جائداد ادا کریں اور سلسلہ کی اہم ضروریات بغیر کسی روکاوٹ کے پوری ہو سکیں۔ نیز بار خزانہ کی پوزیشن بھی بہتر ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طور پر خدمتِ دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم سب اُس کی رضا کے مستحق بن سکیں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

سردار ہربنس سنگھ صاحب ساہی سابق ذیلدار ڈسکہ حال دسوہہ

جناب سردار ہربنس سنگھ صاحب ساہی سابق ذیلدار ڈسکہ حال دسوہہ پانچ ماہ سے بعارضہ بخار وغیرہ زیادہ بیمار رہے۔ اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو شفا عطا کی ہے وہ سب احمدی بھائیوں کا جنہوں نے ان کے لئے دعا کی ہے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایسے سب دوستوں کو اس ہمدردی اور شفقت کی جزائے خیر دے۔

بر کات احمد راجیکی ناظر امور عامہ قادیان

ادائیگی بقایاجات کے متعلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تاکیدی ارشادات

سنہ ۱۹۶۰-۶۱ء کا مالی سال ۳۰ راپریل ۱۹۶۱ء کو ختم ہو چکا ہے۔ اور یکم مئی ۱۹۶۱ء سے نیا مالی سال شروع ہوا ہے۔ گذشتہ مالی سال کے جو چندہ جات ۳۰ اپریل تک ادا نہیں ہوئے وہ جماعتوں یا افراد کے ذمہ بقایا ہیں کہ جن کی جلد ادائیگی کی طرف احباب و عہدیداران کو توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ آمد چندہ جات میں جو کمی رہ گئی ہے۔ وہ پوری ہو جائے کیونکہ اس آمد کے مقابل پر گذشتہ مالی سال کے اخراجات ہو چکے ہیں۔ اور آمد کی کمی کیوجہ سے بار خزانہ پر .... سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ادائیگی بقایا جات کے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں وہ مجھے یہ بات یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"

پھر امسال مجلس مشاورت کے موقعہ پر نمائندگان کو اور ان کے توسط سے تمام احباب جماعت کے نام جو پیغام ارسال فرمایا اس میں فرمایا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کیوجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء و سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں"

جو عظیم کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہے اگر اس کا کماحقہ احساس کرتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا محاسبہ کرے اور جماعت کے عہدیداران، بقایا والے بے شرح اور نادہند افراد کی اصلاح و تربیت کے لئے خاص طور پر متوجہ ہوں تو بفضلہ تعالیٰ جماعت کی بہت سی مالی مشکلات کا ازالہ جلد ممکن ہو سکتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حضور کے مندرجہ بالا ارشادات کے پیش نظر احباب جماعت اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں اور اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کی رقوم کو جلد از جلد ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں

جملہ امراء صدر صاحبان، مبلغین کرام اور سیکرٹریان مال سے اس بارے میں خاص کوشش اور تعاون کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اپنے فضل سے فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے چندہ عید فنڈ کی شرح ہر کمانے والے کیلئے ایک روپیہ فی کس مقرر ہے۔ قیمت خرید کے اعتبار سے اُس وقت کے ایک روپیہ کی قیمت موجودہ وقت سے چار گنا تھی۔ اور اب اس زمانہ میں آمدنیاں بھی کئی گناہ بڑھ چکی ہیں۔ لیکن کئی احباب جماعت عید فنڈ کی ادائیگی نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں اس مد میں آمد بجائے نام ہوتی ہے۔ اب عید الاضحیہ آ رہی ہے اس لئے احباب کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ عید کی خوشی میں سلسلہ کی ضروریات کو بھی سامنے رکھیں۔ اور حسب توفیق زیادہ سے زیادہ رقم عید فنڈ میں دے کر ثواب حاصل کریں۔

عہدیداران مال ابھی سے عید فنڈ کی وصولی شروع فرما دیں اس مد کی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

کیپ کناورل ۵ رمئی۔ امریکہ آج ایک انسان کو خلائے بسیط میں بھیجنے اور سلامتی کے ساتھ واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہندوستانی ٹائم کے حساب سے شام کو ۷ بجے یہ امریکی جس کا نام ایلن شیفرڈ ہے ریڈ اسٹون راکٹ کے ذریعہ خلاء میں روانہ کیا گیا۔ اور پندرہ منٹ سے زائد خلاء میں رہنے کے بعد سلامتی کے ساتھ زمین پر واپس آ گیا۔ پرواز کے دوران اس نے ریڈیو کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ بخیریت ہے۔ اور تمام آلات ٹھیک سے کام کر رہے ہیں۔ جس ڈبے یا خول میں ایلن شیفرڈ کو رکھا گیا تھا وہ خلاء میں ۱۱۵ میل کی بلندی تک گیا۔ ۵ منٹ کے پرواز کے بعد خودکار آلات کے ذریعہ راکٹ سے وہ ڈبہ الگ ہو گیا جس میں ایلن شیفرڈ سوار تھا۔ یہ ڈبہ بحر اوقیانوس میں اس مقام پر گرا جہاں اس کے گرنے کا اندازہ تھا۔ اس مقام پر ایک امریکی طیارہ بردار جہاز جس پر بہت سے ہیلی کوپٹر بھی موجود تھے متعین تھا۔ کئی تباہ کن جہاز اس طیارہ بردار جہاز کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔ سائنس دانوں نے اس خول کو فوراً حاصل کر لیا بعد میں اسے کھول کر ایلن شیفرڈ کو نکالا گیا۔ امریکی راکٹ کی پرواز ۲½ گھنٹہ تاخیر سے عمل میں آئی کیونکہ کچھ ٹیکنیکل خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اس امریکی پرواز کو دیکھنے کے لئے ہزاروں امریکی موجود تھے بہت سے لوگوں نے راکٹ کی یہ پرواز ٹیلی ویژن پر دیکھی۔

خلاء میں انسان کو بھیجنے میں امریکہ کی اس کامیابی پر یہاں لوگوں میں بڑا جوش و خروش تھا۔ امریکی خوشیاں منا رہے تھے صدر کینیڈی نے مسٹر ایلن شیفرڈ کو مبارکباد کا پیغام روانہ کیا اور اس تجربہ کی کامیابی پر اظہار مسرت کیا۔ امریکہ انسان کو خلائے بسیط میں بھیجنے میں کامیاب ہو گیا۔

کلکتہ ۸ رمئی۔ پردھان منتری شری نہرو نے آج قومی تھیٹر کا بنیادی پتھر رکھا۔ جو مہاکوی ٹیگور کے صد سالہ جنم دن کے سلسلہ میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے شری نہرو نے کہا کہ مہاکوی ٹیگور بڑے اعلیٰ انسان تھے۔ ان میں قدیم اور جدید بھارت کی مانائی موجود تھی۔ اور انہوں نے بنگالی بھاشا کو عالمی بھاشا بنا دیا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ انہیں ٹیگور کے جنم دن کے سلسلہ میں متعدد تقاریب میں شمولیت کر کے خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کلکتہ میں ہی نہیں بلکہ تمام صوبائی راجدھانیوں میں قومی تھیٹروں کا قیام رابندر ناتھ ٹیگور کی موزوں یادگار رہے گی۔ یہ ان کے کام کا ایک پہلو ہے جس کے ذریعہ انہوں نے قومی یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مہاکوی رابندر ناتھ ٹیگور کی زندگی کے کسی ایک پہلو کو لینا اور اس پر زور دینا مشکل ہے۔ کیونکہ ان کی سرگرمیاں گوناگوں تھیں۔ مہاکوی رابندر ناتھ قومی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے بنگالی بھاشا کو اتنا مالا مال کیا۔ کہ وہ بنگالی بھاشا کو عالمی سطح پر لے آئے۔

دہلی ۸ رمئی۔ بھارتی کوہ پیماؤں نے ہمالیہ میں ان پورنا کی تیسری چوٹی کو سر کر لیا ہے۔ یہ اس سلسلہ کی سب سے بڑی چوٹی تھی جسے اب تک سر نہیں کیا جا سکا تھا۔ بھارتی مہم کی اس کامیابی پر بڑی مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ان پورنا سوئم کی بلندی ۲۴۸۵۸ فٹ ہے۔ سات کوہ پیماؤں کی ایک مہم نے ۱۸ مارچ کو اس چوٹی کا عزم کیا تھا۔ ۲۶ اپریل کو اسے سر کرنے کی کوشش کی۔ مگر برفباری کی وجہ سے یہ کوشش ناکام رہی۔ تاہم گزشتہ سنیچر کی شام کو ۴ بجکر ۴۰ منٹ پر تین کوہ پیما چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ کوہ پیماؤں کی قیادت لیفٹیننٹ ایس۔ این۔ کوہلی کر رہے تھے۔ چوٹی کو سر کرنے کے آخری سفر میں صرف ۲ کوہ پیما اور ایک شرپا (بار اٹھانے والا) شامل تھا۔ کوہ پیماؤں کی یہ مہم نیپال سرکار کی اجازت سے بھیجی گئی تھی۔ اور اب اسے چوٹی سر ہونے کی اطلاع دیدی گئی ہے۔ ان پورنا کو سر کرنے والے لیفٹیننٹ کوہلی بحری فوج کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ہندوستانی کوہ پیماؤں کی یہ پہلی بڑی کامیابی ہے۔ ان پورنا سوم کے سر ہونے سے اس سلسلہ کی چاروں چوٹیاں سر کر لی گئی ہیں۔

حیدرآباد ۸ رمئی۔ بھارتی ہوائی فوج کا ایک ڈکوٹہ جہاز بیگم پیٹ کے ہوائی اڈے سے چار میل دور گر کر تباہ ہو گیا۔ اس کے عملہ کے چاروں آدمی مارے گئے۔ یہ المناک حادثہ حیدرآباد سے بمبئی جانے والی سڑک پر ایک گاؤں کے قریب کل رات دس بجے کے قریب ہوا جہاز جودھپور سے بیگم پیٹ آ رہا تھا۔ اور یہ گر کر بالکل جل گیا۔ وزارت دفاع نے حادثہ کی وجوہات کی تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ عملہ کے جو آدمی بیچارے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ان کی لاشوں کی آج دوپہر تک شناخت نہیں ہو سکی۔ جب حیدرآباد میں یہ اطلاع ملی کہ جودھپور سے آنے والے ایک فوجی ہوائی جہاز کو آگ لگ گئی۔ تو فوراً فائر بریگیڈ بھیجا گیا۔ جس نے جہاز کے ملبہ میں سے عملہ کی ۴ لاشیں نکالیں اور انہیں ہسپتال پہنچایا۔

گورداسپور ۸ رمئی۔ شری کے سی پانڈے ڈپٹی کمشنر گورداسپور و دیگر ضلع افسران پولیس پارٹی کے ہمراہ گھنیا ہٹ کا علاقہ جو کہ پاکستان سے تبادلہ میں ضلع گورداسپور کے حصے آیا ہے دیکھنے گئے۔ شری رندھاوا کمشنر جالندھر ڈویژن بھی وہاں پہونچ گئے۔ پاکستان سے ملنے والے اس علاقہ کا رقبہ ۶۲۶۵-۱ ایکڑ ہے۔ سرکار نے اس علاقہ میں آباد ہونے والے ۳۰۶ کنبوں کو تقریباً ۱۰ لاکھ سے زیادہ روپیہ گرانٹ کے طور پر دیا ہے۔ سرکار نے اس زمین کے علاوہ ۳۰۴۰ ایکڑ زمین دریائے راوی کے اس طرف ۱۰.۵ ایکڑ فی کنبہ کے حساب سے ان لوگوں کو مزید الاٹ کی ہے ان لوگوں کو دریائے راوی کے آر پار آنے جانے کے لئے ۱۹ ہزار روپیہ کی لاگت سے آٹھ چھوٹی بڑی کشتیاں تیار کروائی ہیں۔ بنجر زمین کو آباد کرنے کے لئے سو روپیہ فی ایکڑ گرانٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

دہلی ۸ رمئی۔ جہیز بل پر غور کرنے کے لئے آج پارلیمنٹ کے مرکزی ہال میں لوک سبھا کا ایک خاص مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس بل کے متعلق لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں مختلف رائیں ظاہر کی گئی تھیں اور راشٹرپتی کو اس اختلاف رائے کی وجہ سے آئین کی دفعہ نمبر ۱۱ کے تحت دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بلانا پڑا تھا۔ بھارت کی پارلیمنٹری تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی متنازعہ بل پر غور کرنے کے لئے مشترکہ اجلاس طلب کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ آج اس کی کارروائی لوک سبھا کے سپیکر شری آئینگر کی تقریر سے شروع ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری پارلیمنٹ کی تاریخ میں بے مثال موقعہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ آج کی کارروائی میں صبر و تحمل کا ثبوت دیا جائے گا۔ اور یہ پُرامن طریقے سے سرانجام پائے گی۔ آپ نے یہ امید ظاہر کی کہ اس سیشن میں متنازعہ مسائل کا متفقہ حل تلاش کر لیا جائے گا۔ جہیز لینے دینے کی ممانعت کے بل پر بحث کے دوران میں آج پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسوں کے مشترکہ اجلاس میں ممبروں کی غالب اکثریت اس حق میں پائی گئی کہ جہیز کی تعریف زیادہ واضح کی جائے۔ اور جہیز لینے دینے والوں کو سزا دی جائے۔ لیکن لوگوں کو خواہ مخواہ کی دہشت سے بچانے پر بھی زور دیا گیا۔ آج مشترکہ اجلاس میں وزیر قانون شری سین نے کہا کہ گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ سزا کی کلاز برقرار رکھی جائے۔ لیکن یہ شرط عائد کر دی جائے کہ کوئی عدالت کوئی ایسا مقدمہ چلانے کے سلسلہ میں [illegible] حکومت یا متعلقہ افسر کی قبل از وقت منظوری حاصل کرے گی۔ اس طرح یہ تجویز لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے درمیان جھگڑے کا موضوع قرار دی گئی۔ وزیر قانون نے کہا کہ جو تحائف محبت کے جذبے سے دئے جاتے ہیں۔ انہیں جہیز میں شامل نہیں کیا جانا چاہئے۔ آج کی بحث میں بیشتر مقررین خواتین ممبران ہی تھیں۔ آج مشترکہ اجلاس میں کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔

راولپنڈی ۶ رمئی۔ پاکستان کے آئینی کمیشن کی رپورٹ آج صدر ایوب کو پیش کر دی گئی۔ اس رپورٹ پر عنقریب کیبنٹ سب کمیٹی غور کرے گی جس کے صدر وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر ہوں گے۔ بتایا جاتا ہے کہ کمیشن نے فیڈرل طرز کی حکومت قائم کرنے اور پاکستان کے دونوں حصوں کو صوبائی خود مختاری دینے کی سفارش کی ہے دونوں حصوں کی الگ الگ اسمبلیاں ہوں گی۔ اس امر کا امکان ہے کہ اگلے سال نئے انتخابات ہوں گے اور ۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء کو مارشل لاء ختم کر لیا جائے گا۔